تقاریر

رمضان وعیدین

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

Scanned by CamScanner

"جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ـــــــــ تقاریر رمضان وعیدین

تالیف ـــــــــ حبیب الرحمن یوسف بانکوی

کتابت ـــــــــ ظہیر الدین جالپوری

بی۔کے۔آفسیٹ، دیوبند۔فون:222311,221002

قیمت ـــــــــ

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

۔ کتاب حاصل کرنے کے پتے ۔

۱۔ کتب خانہ حسینیہ دیوبند، سہارنپور (یوپی)

۲۔ مسعود پبلشنگ ہاؤس دیوبند " "

۳۔ دارالکتاب دیوبند " " "

Scanned by CamScanner

فہرستِ کتاب

تقریظ مولانا عبدالخالق صاحب	۳
؍؍ مولانا مفتی محمد ظفیرالدین ؍؍ مفتی دارالعلوم دیوبند	۵
حرفِ آغاز	۶
انتساب	۸
حمد	۹
نظم	۱۰
فضیلتِ رمضان	۱۱
روزے کا نصب العین	۲۳
شبِ قدر اور اعتکاف	۳۳
نعتِ پاک	۴۶
زکوٰۃ اور صدقۂ فطر	۴۷
عیدالفطر	۶۱
عیدالاضحیٰ	۷۴
دعا و استغفار	۸۸
نعتِ نبیؐ	۹۳

Scanned by CamScanner

تقریظ

سماحۃ الشیخ الادیب الاریب مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی

(استاذ دارالعلوم دیوبند)

حامداً و مصلیاً و مسلماً و بعد!

اردو زبان میں ہر موضوعِ سخن پر معلومات سے بھرپور نئی کتابیں، کتابچے اور رسالے برابر منصۂ شہود پر آرہے ہیں۔ دورِ حاضر میں خطابت پر بھی بہت زور ہے۔ چنانچہ سیکڑوں خطبات کے مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔

اگرچہ مقرر کے عرب، انداز بیان، طلاقت، سلاست اور اس کی آواز کے زیر و بم کو تقریر کی تاثیر میں بہت بڑا دخل ہے تاہم زبان کی سادگی و عمدگیٔ ادا کے ساتھ تحقیقی اور پُرمغز مواد بھی ہو تو اس میں رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔

اسطرح کی راہنمائی کیلئے دینی، تاریخی، معلوماتی اور سیرت جیسے اہم موضوعات پر خطبات کا کافی و وافی ذخیرہ اوراق کے سینوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ مجموعۂ تقاریر ہے جس کو حافظ **حبیب الرحمٰن** سلمہٗ (ساکن دھائی ہرنا ضلع بانکا (بہار) متعلم دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند نے مرتب کیا ہے۔ آں عزیز نے مادرِ علمی دارالعلوم میں رہتے ہوئے تعلیمی دلچسپی کے ساتھ خطابت میں بھی خوب خوب حصہ لیا اور اپنی ضلعی انجمن کے ناظم تقریر بھی رہے نیز صوبائی عظیم انجمن "**بزمِ سجاد**" کے مقابلۂ خطابت پروگرام میں گذشتہ سال اول

پوزیشن لائے ۔ یہ مجموعہ اسی ذوق کا آئینہ ہے ۔ اس میں چھ (۶) تقریریں ہیں۔ فضیلتِ رمضان، شبِ قدر، زکوٰۃ وصدقۂ فطر اور عیدین، ایسے مذہبی موضوعات پر یہ مشتمل ہے۔ حمدِ باری سے شروع ہے اور نعت پاک پر ختم کہ آغاز بھی اچھا ہے انجام بھی عمدہ۔ بندہ نے ان خطبات پر جستہ جستہ نظر ڈالی، ماشاء اللہ تقریریں معلومات افزا ہیں، ترتیب عمدہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول عام عطا فرما کر افادہ کو تام فرمائے۔ اور عزیز مؤلف کو اس طرح کی مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے ۔ آمین یارب العالمین ،،

خیر خواہ

(حضرت مولانا) **عبد الخالق** (صاحب سنبھلی)

"استاذ دار العلوم دیوبند"

ارشادِ عالی

نباضِ وقت مفتیٔ کبیر حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

"استاذ دارالعلوم دیوبند"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ "اما بعد"

اس وقت میرے سامنے عزیز مکرم مولوی حافظ حبیب الرحمٰن سلمہٗ کی کتابت شدہ کتاب "تقاریر رمضان وعیدین" ہے، جو عزیز موصوف نے واعظانہ انداز میں مرتب کیا ہے۔ ماشاء اللہ یہ مجموعہ قیمتی مواد پر مشتمل ہے۔ رمضان المبارک اور عیدین کی اسلام اور مسلمانوں میں کافی اہمیت ہے۔ اور عوام ایسی تقریروں کو پسند کرتے ہیں اور پڑھکر خوش ہوتے ہیں۔ یہ برادر عزیز سلمہٗ اللہ کی طالبعلمانہ سعی وکاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی اس محنت کو قبول فرمائے۔ اور آئندہ ترقی کا ذریعہ بنائے،

موصوف نے اپنی محنت اور جدّ وجہد جاری رکھی تو انشاء اللہ اس سے بہتر مجموعۂ تقاریر عوام وخواص کے سامنے پیش کر سکیں گے جو ملت کے لئے مفید ہو سکے گا۔ خاکسار کی دلی دعا ہے کہ عزیز موصوف اپنی زندگی میں تقریر وتحریر دونوں میدانوں میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ والسلام

طالبِ دعا۔ محمد ظفیر الدین

مفتی دارالعلوم دیوبند

یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۱۷ھ

حرفِ آغاز

مادرِ علمی کی آغوش میں پل کر اس لائق ہوا کہ دو بول یا چند شکستہ تحریریں۔ جیسے بھی ہوں۔ پیش کرنے کی ہمت کر لی "ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل"۔

مجھے یہ کہنے کی تاب نہیں کہ اس گلدستہ میں شگفتہ گلوں کی سی نکہت ہے، لیکن ہاں انگلی کٹا کے شہیدوں میں نام لکھا رہا ہوں، اور بس خونِ انگشت سے ہی جو کچھ رنگینی آجائے میری خوبیٔ قسمت کے لئے کافی ہے۔ میں تو کوتاہ زبان تھا، پر بزمِ سجاد کے تعاملی اجلاسوں میں کامیاب شرکت نے خود اعتمادی کی اسپرٹ بھر دی، اور ایسی اسپرٹ کہ شوقِ اظہار نے گدگدایا، اور شاید نمائش کے اسٹیج پر آ پہونچا۔ میری محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ حاضر ہے، اب مجھے پڑھنے والے حوصلہ افزائی سے نوازتے ہیں یا چیں بجبیں ہو کر احساسِ کمتری کا شکار بناتے ہیں، یہ ان کا اپنا جذبہ ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

بس یہ امید ہے کہ بڑے دیکھ کر دعاؤں سے سرفراز کر دیں گے، دوست احباب کی نظر پڑے گی تو دادِ تحسین اور مخلصانہ مشورے میرا فریضہ بن سکیں۔ اور چھوٹے پڑھیں گے تو انشاء اللہ کچھ مواد تو ضرور ہی اُن کے ہاتھ لگ جائے گا۔ یہ سطریں لکھتے ہوئے جملہ احباب خصوصًا مولوی محمد نظیم عالم

بانکوی، مولوی جاوید اشرف مدھے پوری اور مولوی اسعد گرہوتیوی کا قلب کی گہرائی سے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں کہ ان محترم دوستوں نے نقائص کی نشاندہی کی اور مفید مشوروں سے نوازا، یہ حقیقت کا اعتراف ہے کہ اگر ان کا ساتھ نہ ہوتا تو میں اس تحریر کی اشاعت کی جرأت نہ کرتا۔ نیز مولوی امتیاز عالم بھاگلپوری، مولوی سعد اللہ بھاگلپوری، مولوی منور حسین بھاگلپوری، مولوی رشید احمد بانکوی اور مولوی عمر فاروق دربھنگوی کے لئے بھی میرا دل تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہے۔ اگر ان مخلص باوفا احباب کا تذکرہ نہ کروں تو میرا ضمیر مجھے کم ظرفی کا طعنہ دے۔

بہر حال میری یہ تحریر حاضر ہے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت اور اخلاصِ عمل کے لئے دست بدعا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

والسلام

حبیب الرحمٰن بن یوسف بانکوی (بھاگلپور)

(متعلم دورۂ حدیث شریف)

یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۱۷ھ

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

۱:۔ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند اور اساتذۂ کرام کے نام :۔ جو میری صلاحیت کے نشو ونما اور ترقی کا اصل سبب ہیں اور جنکی توجہات اور فیضانِ علم و ہنر نے یہ جذبۂ سلیقہ اور ہنرمندی پیدا کی

۲:۔ محترم والدین اور بڑے بھائی کے نام :۔ جنکے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھا اور جن کی خواہشوں اور کوششوں کا محور میری ذات ہے۔

۳:۔ مشفقہ دادی اور نانی جان کے نام :۔ جنکی میرے متعلق روشن تمنائیں میری روح کے سرگرمِ عمل ہونے کیلئے مہمیز کا کام کرتی ہیں۔

۴:۔ اور ان پیاری پھوپھی مرحومہ جان کے نام :۔ جو میرے تابناک مستقبل کی خواہاں اور میری علمی ترقیوں کی آرزومند تھیں۔ افسوس کہ اچانک سالِ رواں ۱۹۹۶ء کے ماہ اگست کی ۱۶ تاریخ کو انکی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی (برّد اللہ مضجعہا)

حبیب الرحمٰن

حمد

ملائکہ بھی تیرے انبیاء بھی تیرے ہیں
خدائے پاک تمام اولیاء بھی تیرے ہیں

مرے کریم ہے دونوں جہاں کا خالق تو
علیم و عادل و دانا ہے اور صادق تو

ترا شریک نہیں کوئی اے مرے معبود
تیری ہی ذات ہے بس لائق رکوع و سجود

ترا حبیب کہ جو آخری ہے پیغمبر
سب انبیاء و رسولوں سے افضل و بہتر

صداقتوں کا امیں حق کا قافلہ سالار
شفیع روزِ جزا اور دیں کا سید و سردار

قدم قدم پہ دیا درسِ بندگی جس نے
دل و نگاہ کی دنیا سنوار دی جس نے

اسی رسول کا صدقہ کرم ہو کامل پر
خدایا حمد و ثنا کے قبول کر گوہر

Scanned by CamScanner

نظم

لئیقؔ احمد راغبؔ بدہکوٹی

عاصیوں کو ہو مبارک ماہِ رمضاں آگیا
لے کے اپنی گود میں بخشش کا ساماں آگیا

آگیا لو آگیا گلشن بداماں آگیا
روزہ دار و رکنِ ثالث جزوِ ایماں آگیا

ہم سیہ کاروں پہ مائل آج رحمت ہوگئی
صورتِ رمضاں طبیبِ مرضِ عصیاں آگیا

گو سکونِ ہر مسلماں بن گیا ہے یہ مگر
چشمِ شیطاں کے لئے خارِ مغیلاں آگیا

جس مہینے میں ہوا اکثر کتابوں کا نزول
وہ مقدس وہ مبارک ماہِ رمضاں آگیا

جس کے روزے ڈھال ہیں دوزخ سے بچنے کیلئے
مرحبا صد مرحبا وہ ماہِ رمضاں آگیا

خالقِ صبحِ ازل کا مژدہ لاتقنطوا
بن کے راغب دردِ مایوسی کا درماں آگیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضیلتِ رمضان

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ
والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ط

اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی القراٰن المجید
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم ط یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام
کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ٥

بہت دنوں سے مسلمان منتظر تھے جس مہینے کے
بڑی عظمت بڑی شوکت سے وہ رمضان آپہونچا

معزز بزرگان اسلام وحاضرین مجلس

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھے آپ حضرات کے سامنے نہایت ہی متبرک اور عظیم الشان ماہِ رمضان شریف کی آمد پر چند منٹ بیان کرنے کا موقع عنایت فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے صحیح صحیح بولنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سبکو سننے سے زیارہ عمل کرنے کی توفیق بخشے، (آمین)

ابھی ابھی میں نے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے،

"اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی پرہیزگار بنجاؤ"،

حضرات گرامی

رمضان المبارک کا مہینہ اسلامی کیلنڈر کے اعتبار سے بہت ہی مشہور و معروف مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ ہمیشہ اہمیت کا حامل رہا ہے، رمضان کی فضیلت و برتری کو بتلانے کیلئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے،

رمضان عربی لفظ ہے۔ رمض کے معنی لغت میں جلانے اور خاکستر کرنے کے آتے ہیں جسطرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے ٹھیک اسیطرح رمضان انسانوں کے گناہوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے انسانی دلوں پر غلط کرتوت کیوجہ سے جو زنگ اور میل کچیل جم جاتا ہے یہ رمضان میل اور گندگیوں سے انسان کو صاف

ستھرا کر دیتا ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! ہمارے آقا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ ہی میں لوگوں کو احکامِ خداوندی سناتے اور اسکی تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن جب مکہ کے باشندوں نے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے تو یہاں سب سے پہلے عاشورا رکا روزہ فرض ہوا تھا لیکن ہجرت سے ڈیڑھ سال بعد ۱۰؍شعبان ۲؁ھ کو رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا، اور صومِ عاشورہ کی فرضیت ختم کر دی گئی، اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرما دیا کہ اب جو چاہے یومِ عاشورا رکا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

(زاد المعاد صفحہ ۱۶۰)

علماء کرام نے لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں وہ گیہوں کا دانا یا پھل کھا لیا جس سے اللہ نے منع فرمایا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ میں اس کا اثر پورے مہینے تک باقی رہا تھا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی تو کفارے کے طور پر اتنے ہی دن کے روزے رکھنے کا بھی حکم دیا۔ بس وہی حکم انکی اولاد کیلئے بھی مقرر ہو گیا اور مکمل ایک مہینہ روزہ رکھنے کا حکم نازل ہوا۔

سامعین کرام! رمضان المبارک کا مہینہ چونکہ قدرتِ الٰہی کیجانب سے بیش بہا تحفہ اور عطیہ ہے۔ اس کا ایک ایک دن ایک ایک

ساعت اور ایک ایک لمحہ بھی انتہائی قیمتی اور قابل قدر ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی صحابہ کرام کو جمع کرکے تقریر فرمایا کرتے تھے اور رمضان کی وقعت اور اس کی قدر وقیمت سمجھاتے ہوئے اچھے عملوں کا شوق دلاتے ۔ چنانچہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ قریب تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! رمضان کا مہینہ آرہا ہے جو بہت برکتوں کا مہینہ ہے، اللہ تعالےٰ اس میں تمہاری طرف خصوصی توجہ فرماتا ہے۔ اور تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے گناہوں کو بخشتا ہے، اور دعائیں قبول کرتا ہے، تمہارے نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کو دیکھ کر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، لہٰذا تم خدا کو اپنی نیکیاں دکھاؤ، بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینے میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے، اس حدیث کے اندر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوند قدوس بندوں کی اطاعت کو دیکھ کر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں سے خبر دینے کے طور پر ارشاد فرمایا تھا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ زمین پر میں اپنا نائب پیدا کرنا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے تو فرشتوں نے بیک زبان ہوکر کہا تھا، اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ کہ اے میرے رب کیا آپ زمین میں ایسے لوگوں کو بسائیں گے جو زمین میں فساد کیا کریں گے، آپس میں خونریزیاں

کریں گے اور ایک دوسرے پر ظلم، حق تلفی، بے رحمی، جنکا شیوہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہ جاؤ تمہیں کیا خبر مجھے سب کچھ معلوم ہے، مجھے ان تمام چیزوں کی خبر ہے جس کو تم نہیں جانتے، اس لئے اب اس کے نیک بندے جب خدا کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ پاک خوش ہوکر فرشتوں سے کہتا ہے کہ دیکھو یہ وہی آدم کی اولاد ہے جس کے بارے میں تم نے فساد اور خونریزی کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔

محترم حضرات! ذرا غور کیجئے کہ ہم تھوڑی سی نیکی کر کے اللہ کے کتنے مقبول اور پیارے بن جاتے ہیں کہ فرشتوں جیسی مقدس مخلوق کے سامنے خالقِ دوجہاں ہمارا تذکرہ کر کے فخر کیا کرتے ہیں۔ اب بھی اگر ہم نے اپنے آرام وراحت میں لگ کر اطاعت وفرمانبرداری میں اور نیکیوں میں غفلت شعاری سے کام لیا تو کتنا نقصان ہوگا اور کتنے قیمتی وقت کو ہم ہاتھ سے کھودیں گے یہی وجہ ہے کہ اللہ کے محبوب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینے میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے، رمضان کی فضیلت کے بارے میں بے شمار احادیث منقول ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَمَا تَاَخَّرَ" پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے اب تک کے تمام گناہ بخش دئے گئے اور ایک روایت کے مطابق اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخش دئے

جاتے ہیں۔ یعنے اب تک جو گناہ ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو آئندہ ہوں گے وہ بھی سب معاف کر دئے گئے، اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ بہت کم کسی عمل پر اس کی خوشخبری دی گئی ہے۔ پچھلے گناہوں کی معافی تو عقل تسلیم کرتی ہے لیکن ناکردہ گناہوں پر مغفرت کا یہ عظیم الشان اعلان دل کو کھٹکتا ہے، جب کہ ایسی کوئی بات نہیں، حدیث میں یہ بتلایا جا رہا ہے کہ ایسے شخص کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ملجاتی ہے، اور پیش آنے والے گناہوں سے بچنے کی توفیق کا عطا ہونا مغفرت کا ہی درجہ رکھتا ہے۔ ہم اس توفیق کو بھی مغفرت کی برابری کا درجہ دے سکتے ہیں۔

اسیطرح سید البشر والجن جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا، سَیِّدُ الشُّهُوْرِ رَمَضَانَ، کہ سب مہینوں کا سردار رمضان ہے، کیونکہ ماہ رمضان اتنی خصوصیات کا حامل ہے جس سے یقیناً دوسرے مہینے عاری ہیں، شب قدر جس کو قرآن نے خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کہا ہے وہ اسی کی گود میں پایا جاتا ہے، کتاب مقدس کا نزول سمائے دنیا پر اسی ماہ میں ہوا، ثواب کی کثرت، مبتلائے عذاب کی خلاصی، شیطانوں پر پابندی اور توفیق واطاعت جیسی نعمتوں کا نزول رمضان کی سیادت کیلئے کافی ہے رمضان کے دنوں میں معمولی نیکی بھی عنداللہ بے پناہ مقبول اور قابل قدر ہوتی ہے، چھوٹی عبادت بھی بارگاہ الٰہی میں بے انتہا قدر و منزلت کی حامل ہوتی ہے۔ ان دنوں میں مسلمانوں کا اٹھنا عبادت کے لئے بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا اور کھانا پینا ہر ایک

Scanned by CamScanner

زیادتی ثواب کا باعث ہوتا ہے اور ہر ایک کے بدلے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بے انتہا اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں، نفلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے اور فرض نماز کا ثواب ستر درجہ بڑھ جاتا ہے اسی کو لسان نبوت نے فرمایا "من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ"، کہ جو شخص اس مہینے میں کوئی نفلی عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہے جتنا غیر رمضان میں فرض کا، اور جس نے اس مہینہ میں کوئی فرض عبادت کرے اسکو غیر رمضان کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا، سبحان اللہ۔ کس قدر رمضان میں بندوں پر ثواب لٹایا جاتا ہے اور خالق کائنات جو رحمان اور رحیم بھی ہیں انکی ذات سے کوئی مستبعد بھی نہیں، اور کوئی تعجب خیز امر بھی نہیں کیونکہ اوقات کے بدلنے سے چیزوں کی قدر و قیمت بھی بدل جاتی ہے جس طرح سونا اور چاندی پہلے زمانہ میں کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتے تھے اور عام طور پر لوگوں میں رائج تھی۔ انسانوں میں کہیں بھی اجنبیت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی تھی، لیکن حالات بدلے، تقاضے میں تغیر ہوا، ضرورت بڑھنے لگی اور قدر و قیمتیں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح فرض نماز کا ثواب بھی مقام کے اعتبار سے متفاوت ہوتا ہے۔ بیت المقدس، مسجد نبوی، اور بیت اللہ شریف کے اندر ایک وقت کی فرض نماز اپنے گھر نماز پڑھنے سے بہتر اور افضل ہے ٹھیک اسی طرح خالق دو جہاں نے رمضان کی اہمیت کے پیش نظر بے انتہا اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ

Scanned by CamScanner

بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو سکیں اور امتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے افراد حصولِ جنت کے لئے ہموار راستہ طے کریں اس لئے قربان جائیے دینِ اسلام پر اور تاجدارِ بطحا کے لائے ہوئے مذہب پر جس کی فطرت میں رفق، نرمی، رحمت و شفقت کا مادّہ رکھا ہے۔ رمضان کا ایک فرض ستّر فرائض کے برابر ہے۔ دوستو! ہمیں کثرتِ ثواب کے لئے بیت اللہ اور مسجد نبوی کا سفر نہیں کرنا ہے۔ کوئی ویزہ نہیں، کوئی پاسپورٹ نہیں گھر بیٹھے بیٹھے ہماری عبادت بے انتہا اجر و ثواب کی حقدار ہو جاتی ہے۔ آہ! کتنا افسوس ہے ان حضرات پر جو رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد بھی سُست رہتے ہیں، جن کی حرکت میں تیزی پیدا نہیں ہوتی، طلب میں اضافہ نہیں ہوتا، رمضان میں بھی مسجد سے دور رہتے ہیں۔ اور کتنے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جو ایک ایک ساعت اور ایک ایک لمحے کی قدر کرتے ہیں، رمضان کے اوقات کو ضائع ہونے نہیں دیتے، یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ لوگ جنّت کے ایک خاص دروازے "باب ریان" سے داخل ہوں گے، فرشتے انکا استقبال کرتے ہونگے،

برادرانِ محترم! دراصل یہ مہینہ عبادتوں کا موسمِ بہار ہے جس طرح ہر کھیتی اپنے موسم میں خوب پھلتی پھولتی ہے اسیطرح اس مہینہ میں عبادتیں خوب بڑھتی ہیں اور بندوں کو اطاعت کی خوب توفیقِ الٰہی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ اور دنوں کے بہ نسبت رمضان شریف کا بہت اہتمام کرتے ہیں، کام دھندا، تجارت و صنعت اور زراعت و کاشت کاری تو

ہمیشہ ہوتی ہی رہتی ہے رمضان کا مقدس مہینہ سال میں ایک مرتبہ نصیب ہوتا ہے پتہ نہیں کہ دوبارہ ایام رمضان کس کے مقدر میں لکھے ہوئے ہیں، اور کس کا مقدر محروم کیا گیا ہے۔ کسی کو بھی معلوم نہیں۔

دوستو اور بزرگو!

رمضان المبارک ہی ایک ایسا عظیم الشان مہینہ ہے جس میں آسمانی تمام کتابیں نازل ہوئیں حتی کہ سب سے آخری اور ابدی کتاب "قرآن شریف" جس نے تمام اگلی کتابوں کو منسوخ کردیا اور پوری دنیا کے سوتی قوموں کو فعال و متحرک بنادیا وہ بھی اسی مہینہ میں نازل ہوا۔ اسی کو خالق کائنات نے فرمایا "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِلنَّاسِ" رمضان المبارک ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں انسانیت کی ہدایت کیلئے قرآن کریم کا نزول ہوا۔ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جسمیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر انسانوں کی آزادی کا پروانہ صحیفوں کی شکل میں پہلی یا تیسری رمضان کو ملا۔ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں حضرت داؤد علیہ السّلام کے زمانے میں آزادی کا یہ قانون زبور کی صورت میں بارہ (۱۲) یا اٹھارہ (۱۸) رمضان کو ملا۔ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں موسیٰ علیہ السّلام کو توریت کے نام سے چھ (۶) رمضان کو ملا۔ رمضان المبارک ہی وہ مہینہ ہے جس میں عیسیٰ علیہ السّلام کو تیرہ (۱۳) رمضان کو صحیفہ انجیل ملا۔

ع

مبارک ہے وہ انسان جن کی خاطر اس مہینہ میں ✗ کلام اللہ لیکر دولت صلح و پیام آیا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا اے پروردگار میں نے دن کے وقت اس کو کھانے پینے سے اور نفسانی خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا تھا۔ آپ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے، اور قرآن مجید کہیگا میں نے رات کے وقت اسکو نماز کے اندر اور تراویح کے اندر تلاوت کی وجہ سے جگائے رکھا تھا اسلئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی شفاعت روزہ دار کے حق میں قبول کرلی جائے گی۔ اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کو قرآن سے کس قدر مناسبت ہے اور آپسی جوڑ ہے یہی وجہ ہے کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام آتے اور پیغمبر علیہ السّلام سے قرآن شریف کا دور کرتے تھے۔ اور اس کا بہترین طریقہ تراویح ہے۔ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ نماز کے بہانے قرآن پاک بھی پورا ہو جاتا ہے اور غیر حافظ تراویح میں سنکر قرآن بھی پورا کرسکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ہم لوگ تراویح بوجھ سمجھ کر پڑھتے ہی نہیں اور پڑھتے بھی ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی پناہ ہم کس جال میں پھنس گئے۔

میرے دوستو! کس قدر غیرت اور افسوس کی بات ہے کہ سال بھر میں تو ایک مرتبہ رمضان کا مقدس مہینہ نصیب ہوتا ہے اور اس میں بھی چوبیس گھنٹے کا اکثر وقت اپنے ہی کاموں میں لگا دیتے ہیں۔ اگر ہم تراویح میں تھوڑی سی مشقت ہی برداشت کرلیں تو کیا حرج اور نقصان ہے۔ جب ہم نماز کیلئے

مسجد میں آ ہی جاتے ہیں تو آدھ ایک گھنٹہ اور صحیح، اتنی جلدی کر کے کیوں قرآن کی برکت سے محروم رہیں۔ حضرت مولانا احمد سرہندی رحمۃ اللہ نے اپنے تحریر میں لکھا ہے کہ رمضان جامع جمیع خیرات و برکات ہے اور قرآن جامع جمیع کمالات ہے اور شب قدر اس مہینہ کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ لہٰذا جو شخص یہ مہینہ جمعیت کے ساتھ گزارے گا وہ تمام سال جمعیت کے ساتھ گزارے گا۔ اور خیر و برکات سے مالا مال ہوگا۔

لھذا ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل طور پر رمضان کے استقبال کے لئے تیار ہو جائیں، غفلت کی نیند میں ہم نے پورا سال گذارا اور گنوادیا۔ اب ہم عبادت اور بندگی کے لئے پورے طریقے پر بیدار ہو جائیں، ہم نے گیارہ مہینے اللہ کے احکام کو پامال کر کے بسر کیا۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں اس کی تلافی کریں۔ ہم نے اللہ کی نافرمانیاں کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر لیا ہے اب ہمارا قافلہ نیکیوں، اعمالِ صالحہ اور بھلے کاموں کی طرف رواں ہو جائیگا۔ اگر گناہوں کا خیال آتا ہے تو ہم اسے پختہ ارادہ کی تلوار سے کاٹ دیں گے، اگر ہمارا نفس اوچھی برائیوں پر ابھارتا ہے تو اسے بے رحمی سے کچل ڈالیں گے۔

ہاں لوگو! آؤ ہم عہد کریں کہ ہماری زندگی کا یہ مہینہ نیکیوں اور بھلائیوں سے مالا مال ہوگا۔ ہماری زندگی کا یہ مختصر وقت اور یہ تھوڑا سا وقفہ، وہ ہرا بھرا باغ ہوگا۔ جس میں عبادات و صدقات اور اطاعتوں کے پھول کھل رہے ہوں گے۔ تاکہ ہمارا آقا، ہمارا خدا

اسے دیکھ کر خوش ہو جائے۔

اور اب اس دعا کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

مبارک ہو سبکو مبارک مہینہ
بنے سب کی خاطر یہ جنت کا زینہ
عبادت کی توفیق ایسی خدا دے
کہ نازل ہو بے چین دل پر سکینہ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزے

کا

نصب العین

حامداً و مصلیاً اما بعد فقد قال النبیؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ،

(بخاری شریف)

معزز حاضرین اور بزرگانِ دین! پچھلے جمعہ کو میں نے رمضان المبارک کے فضائل اور دیگر خدا کی نعمتوں کا

تذکرہ کیا تھا، آج میں آپ حضرات کے سامنے یہ بیان کروں گا کہ روزہ رکھنے کا مقصد اصلی کیا ہے، اس کے کیا کیا مقاصد ہیں، دنیا و آخرت میں اس کے کیا کیا فائدے ہیں، اس لئے آپ حضرات سے گزارش ہے کہ توجہ اور لگن کے ساتھ سماعت فرمائیں،

برادرانِ اسلام! حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی اتنی طویل مدّت میں آسمانی یا غیر آسمانی مذہب و ملت ایسی نہیں گذری جس میں عبادتِ صوم نہ پائی جاتی ہو، ہر قوم اور ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں روزے کا وجود رہا ہے، اگرچہ ہر ایک کا طریقہ الگ الگ تھا۔ مطلب یہ ہے کہ فاقہ کشی، تزکیۂ نفس اور روشنیٔ روح کی طلب اور اس کا ذریعہ قریب قریب تمام اقوام و ملل میں پایا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ میں ہر مہینے کی تیرہویں (۱۳) چودہویں (۱۴) اور پندرہویں (۱۵) تاریخ کے روزے فرض تھے، یہودیوں کے یہاں محرم کی دس تاریخ اور رجب کے کچھ روزے فرض تھے، نصاریٰ کے یہاں ہماری ہی طرح رمضان کے روزے فرض تھے، مگر انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق ان میں تغیر و تبدّل کر لیا تھا، لیکن دوستو! اسلام نے روزے کا جو نصب العین ٹھہرایا ہے اور اس میں جو خیر و برکت رکھی ہے اس کے لحاظ سے کسی مذہب اور کسی قوم کا روزہ اسلامی روزے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

برادرانِ ملت!! ہر چیز کی قدر و قیمت اور اہمیت اس کے نصب العین سے

سے ظاہر ہوا کرتی ہے۔ اگر اس کا مقصد ہر اعتبار اور ہر پہلو سے بلند و برتر ہے تو وہ
کام بھی بلا شبہ انتہائی عظیم و جلیل ہوگا۔ لیکن اگر اس کا مقصد اور غرض گھٹیا ہے،
اس کی بنیاد درست نہیں ہے تو وہ بظاہر خواہ کتنا ہی دلکش اور اچھا ہو خدائے پاک کے
نزدیک اس کی کوئی اہمیت اور حقیقت نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی ثواب مرتب ہو سکتا
ہے، بلکہ وہ ایک بیجان اور فضول ہو کر رہ جائے گا،، اور قیامت کے دن وبالِ جان
بن جائے گا، اس میں کوئی شک نہیں کہ روزے کا مقصد انتہائی عظیم الشان، بلند
و برتر ہے، غیر مسلموں کی عبادت کی طرح کوئی رسمی یا فرضی عبادت نہیں، بے سر و
پا کے دیوتاؤں کی رضا، اور اس کی خوشی کیلئے نہیں کیجاتی ہے بلکہ روزے کا مقصد
اور غرض صرف اور صرف خالق کائنات کی رضا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔
روزے کا مقصد تقویٰ و طہارت کے منازل طے کر کے قرب خداوندی
حاصل کرنا ہے، اسی مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا،، یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ۝ کہ پچھلی امتوں کی طرح ہم نے تم امت محمدیہ پر بھی روزے کو فرض کیا ہے۔
تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ یعنی روزے کی اہمیت اس کے مقصد عظیم اور اس
کے انتہائی اعلیٰ اور بلند ہونے کی بنا پر ہم نے پہلی امتوں کو بھی اس کا مکلف بنایا تھا
اور پچھلے لوگوں کو بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ روزہ رکھیں، تو تم لوگوں کو تمام امتوں سے بہتر
پیدا کرنے کے باوجود کیسے تم کو روزے سے بری رکھا جا سکتا تھا اور کیسے اس اہم

عبادت اور اس کے مقصدِ ارفع کے حصول سے تم کو محروم کیا جا سکتا تھا اس لئے کہ
اس کا مقصد کوئی ذاتی اور گھٹیا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم روزہ رکھ
کر میری خوشنودی حاصل کر سکو، تقویٰ وطہارت کے درجات پا سکو، چوری، زنا کاری
غیبت، جھوٹ، جنگ وفساد اور دیگر تمام لغویات کو چھوڑ کر تمہارے اندر اطاعت وفرماں
برداری کی صفت پیدا ہو جائے، اور اللہ کو خوش کر کے مقصدِ اصلیٰ جنت میں داخل ہو کر
وہاں ہمیشہ ہمیش رہنے والی نعمتوں سے فائدہ اٹھا سکو۔ لیکن افسوس اور حیرت کی بات
تو یہ ہے کہ آج پورے عالم کے مسلمانوں میں روزہ رکھنے کا رواج ہے اور دنیا کے ہر
خطے اور ہر گوشے میں روزہ رکھا جاتا ہے لیکن انسانوں کے عادات، اخلاق میں کوئی فرق
نہیں آتا، پورے مہینے روزہ رکھا جاتا ہے لیکن کسی کے اندر بھی صفتِ تقویٰ پیدا نہیں ہوتا
کوئی بزرگ اور پرہیزگار نہیں بنتا حالانکہ روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے لعلکم تتقون کہا ہے
پھر آخر ایسا کیوں؟ اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ کیا نعوذ باللہ خدا کا کہا ہوا کلام غلط
اور جھوٹ ہے، یا اس کے اندر کوئی کمی اور نقص ہے۔ یقیناً خدا کا کلام اصح الکلام ہے
اللہ تعالیٰ اصدق القائلین ہیں۔ ہمیں چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ ہماری دیکھی
اور سنی ہوئی باتیں تو جھوٹ ہو سکتی ہیں، سورج اور چاند بے نور ہو سکتے ہیں لیکن اللہ کا
کلام اور اس کے رسول کی زبان سے نکلی ہوئی بات کبھی بھی جھوٹ اور غلط نہیں ہو سکتی،
پھر کیا وجہ ہے کہ ہم متقی نہیں بن پاتے، کیوں ہمارے اندر پرہیزگاری نہیں آتی، اگر
آپ ٹھنڈے دل ودماغ سے اس کی وجہ تلاش کریں گے اور اس پر غور کریں گے

Scanned by CamScanner

تو یقیناً یہ کہنا پڑیگا کہ ہمارے ہی اندر کمی ہے۔ ہماری نیت اور اعتقاد میں کمی ہے۔ اللہ رب العزت لوگوں کی نیت کے مطابق عبادتوں کے ثواب کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پورے مہینہ ہم روزہ رکھ لیتے ہیں لیکن ہم اپنی نیت درست نہیں کرسکتے ہیں اپنا مقصد ٹھیک نہیں کرسکتے ہیں بلکہ بہت سے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ ہم روزہ کیوں رکھ رہے ہیں ہمارا مقصد کیا ہے محض رسمی طور پر صبح صادق سے غروب آفتاب تک بھوکے پیاسے رہ جاتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ اصلی عبادت یہی ہے نہ تو ان کے معمولات میں کوئی فرق آتا ہے نہ کاروبار میں، اگر رمضان سے پہلے سود کا کاروبار کررہا ہے تو رمضان میں بھی اسی طرح سود کا کاروبار کرتے ہیں، غداری، دغابازی، آپس میں جھوٹ بولنا اور دوسرے مسلمانوں کی غیبت چغلی، سب ہوتی ہے، تو پھر کس طرح روزے کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم متقی اور پرہیزگار بن سکتے ہیں۔ جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے اگر ہم ان چیزوں سے نہ رکیں تو ایک مہینہ کیا پوری زندگی بھی روزہ رکھ لیں تو ہمارے تقویٰ میں کوئی فرق نہیں آسکتا جس طرح مریض اگر ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق دوا کرتا رہے لیکن بتلائے ہوئے پرہیز پر اگر عمل نہ کرے تو ایک دو ماہ کیا زندگی بھر دوا کرتا رہے گا اس کے مرض میں کچھ افاقہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی کو تاجدار بطحا سرکار دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتلاتے ہوئے فرمایا "اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابّہ احدٌ او قاتلہ فلیقل انی صائمٌ"، یعنی جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو وہ بیہودہ اور نامناسب حرکت نہ کرے اور نہ کوئی نازیبا کلمات اپنی زبان سے

لگائے اور غصہ کیحالت میں بھی زور زور سے کسی سے بات نہ کرے اور اگر بلا کسی پہل کے دوسرا آدمی تم سے لڑائی جھگڑا کرنا چاہے، گالی گلوج کرے تو ان سے صاف صاف الفاظ میں کہہ دو کہ ہم جھگڑا کرنا نہیں چاہتے ہم روزے سے ہیں اور روزے کا احترام کرتے ہیں اسی معنی کو بیان کرتے ہوئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا ،،

"کم من صائم لیس له من صیامه إلا الظمأ، وکم من قائم لیس له من قیامه الا السهر ،، یعنی دنیا میں جتنے بھی روزہ دار ہیں انمیں سے بے شمار لوگ تو ایسے پائے جاتے ہیں جو اپنے گمان کے اعتبار سے روزہ تو رکھتے ہیں۔ یعنے روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدّت کو برداشت کرتے ہیں، جماع وغیرہ سے بھی رکتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کا روزہ روزہ نہیں ہوتا۔ یعنی اللہ کے نزدیک یہ روزہ قابل قبول نہیں ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، نہ ثواب ملتا ہے اور نہ ہی اسے اجر دیا جاتا ہے۔ اسے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے روزہ تو رکھا مگر دوسری منع کی ہوئی چیزوں کی پرواہ نہ کیا نامناسب کاموں کا ارتکاب کرتا رہا، گاؤں اور محلوں میں چند آدمی جمع ہوکر تاش جوا اور دوسرے کھیل تماشے میں مشغول ہوکر وقت گنواتا رہا،

کتنے افسوس کی بات ہے ایسے روزے اور بھوکے پیاسے رہنے سے کیا فائدہ، تمام کی تمام محنتیں رائیگاں چلی جاتی ہیں، جیسا کہ اگر کوئی شخص رات بھر بیدار رہ کر خدا کی عبادت کرے لیکن ان کا اعتقاد متزلزل ہو، نیت صحیح نہ ہو، بنیاد ٹھیک نہ ہو

تو ایسے بیدار رہنے سے کچھ حاصل نہیں سوائے تھکان اور بیداری کے، اس لئے کہ عبادت کی جو جڑ اور بنیاد ہے اسی میں کوتاہی اور سستی ہے تو پھر ہماری عبادت قبول کیسے ہو سکتی ہے، اسی لئے دوستو! خدا کا فرمان لعلکم تتقون سو فیصد صحیح ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خدا کے فرمان اور سنّت رسول کے مطابق ہو، یقیناً آج بھی روزہ روزہ دار کو متقی اور پرہیزگار بنا سکتا ہے۔

حضراتِ گرامی! روزے کا جہاں ایک فائدہ یہ ہے کہ روزہ قوتِ روحانیہ کو ابھارتا ہے وہیں دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ لوگوں کو بھوک پیاس کی تکلیف سے روشناس کراتا ہے اور غریب انسانوں کے ساتھ اور فاقہ کش بھائیوں کے ہمدردی سکھاتا ہے اور قوم کا ہمدرد بننا سکھاتا ہے،

شعر

ہوئے ہیں فرض روزے اس لئے کہ تم سنر ماؤ
کھلاؤ بھائیوں کو اپنے خود فاقوں کا غم کھاؤ
ادائے صوم ہی سے قوم کے ہمدرد بن جاؤ
ریاضت کا لگاؤ باغ تو جنت کا پھل کھاؤ،

برادرانِ اسلام! یہ روزِ روشن کیطرح عیاں ہے کہ کسی بھی انسان کو اس وقت تک دوسروں کی پریشانی، مصیبت اور تکلیف سمجھ میں نہیں آتی جب تک کہ خود اس مصیبت اور پریشانی کو نہ جھیلا ہو،

Scanned by CamScanner

بڑے بڑے دولت مند کو جب ایک بار بھوک و پیاس کا ذائقہ چکھنے کا موقع ملتا ہے تو اسے اندازہ ہوتا ہے کہ جو حالت میرے اوپر آج چند گھنٹوں کے لئے آئی ہے، بے چارے غریب اور مفلس بندے اس میں ہفتے اور مہینے نہیں بلکہ پوری زندگی گذار دیتے ہیں اسیطرح مالداروں اور اہل ثروت کو جب غریبوں کی حالت کا اندازہ ہوگا تو ان کے دلوں میں ہمدردی پیدا ہوگی اور آپس میں امیروں اور غریبوں کے درمیان حسد اور دشمنی کے بجائے محبت و ہمدردی پیدا ہوگی اور ہر ایک دوسرے کے کام آنے کیلئے تیار ہوگا۔ اسیطرح روزہ کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ دن بھر بھوکے پیاسے رہنے کے بعد جب شام میں ہمارے پاس روزہ کھولنے کے لئے افطاری آتی ہے تو اللہ کی دی ہوئی نعمت کھانے اور پانی کو انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور "وعلیٰ رزقک افطرت" کہہ کر خدا کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں۔

حضراتِ گرامی! روزے میں جہاں بے شمار دینی فائدے ہیں وہیں طبی اور صحت کے اعتبار سے بھی انسانوں کے لئے بے شمار فوائد اللہ نے پوشیدہ رکھا ہے۔ چنانچہ بعض ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ صرف روزے کے ذریعہ انسانوں کو اتنی بیماریوں سے شفا ہوتی ہے کہ کسی اور تدبیر سے ناممکن ہے۔

چنانچہ ایک مشہور ڈاکٹر ڈکل شو اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ اس اصول پر تمام ڈاکٹر متفق ہیں کہ کھانا پینا چھوڑ دینا بیماریوں کو دفع کرنے کی ایک خاص تدبیر ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر موصوف نے ایک بہت اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

کھانا پینا چھوڑنے سے ہضم کرنے والی طاقت فارغ ہو کر پوری طرح بدن کی صفائی میں لگ جاتی ہے اور ہر قسم کا زہریلا مادہ بدن سے باہر نکال کر باہر کر دیتی ہے۔ اسی طرح پیٹ بھی کبھی بہت کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے اور آرام چاہتا ہے، لہٰذا پیٹ اور معدے کو آرام دینے کا سب سے آسان اور بہتر طریقہ روزہ ہے۔ روزے کا صحت اور شفا کیلئے مفید ہونا اس قدرتی اصول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو اس کا جی کھانے پینے کو نہیں چاہتا ہے گویا خود طبیعت یہ سکھاتی ہے کہ اب کھانا چھوڑ دو، اور جہاں ایک دو وقت کھانے میں احتیاط کر لیا اور فاقہ کر لیا طبیعت سنبھل جاتی ہے۔

دوستو اور بزرگو! اس وقت یہ موقع نہیں ورنہ میں بیان کرتا کہ اسلام کے ایک ایک اصول کو جب مادی نقطۂ نظر سے جانچا جائے تو آخرت کے نہیں خود دنیا کے کتنے بڑے بڑے فائدے معلوم ہوئے کہ جس کا شمار کرنا ناممکن ہے، اگر اسی طرح شریعت کی تمام باتوں پر غور کیا جائے تو یہ بات صاف نظر آئے گی کہ آج بھی دنیا کے تمام انسانوں کے لئے زندگی گذارنے کا اگر کوئی سب سے زیادہ سلامتی اور چین کا طریقہ ہے تو وہ صرف اور صرف وہی طریقہ ہے جو آج سے چودہ سو برس پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو دیا تھا اور جتنی ضرورت اس وقت تھی اس سے زیادہ آج اس کی ضرورت ہے۔

الغرض روزہ عام جسمانی صحت و قوت کے لئے ایک نہایت مفید عمل

ہے ۔ اسی کو بیان کرتے ہوئے ہمارے آقا و مولا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اغزوا تغنموا وصوموا تصحوا وسافروا تستغنوا" یعنی راہِ خدا میں جنگ کرو غنیمت کا مال حاصل ہوگا ، اور روزے رکھا کرو صحت مند ہو جاؤ گے ، اور کاروبار کے لئے سفر کیا کرو مالدار ہو جاؤ گے ،

بزرگو اور دوستو ! آپ کے سامنے روزے کا نصب العین اور روزے کے روحانی اور مادی فوائد بیان کئے گئے ۔ لہٰذا تمام حضرات سے گذارش ہے کہ ان تمام باتوں پر غور فرما کر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کریں ، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شب قدر

اور

اعتکاف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم
اللہ الرحمن الرحیم انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر
وما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر
خیر من الف شھر تنزل الملٰئکۃ والروح
فیھا باذن ربھم من کل امر سلٰم ھی حتی

Scanned by CamScanner

مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

دعویٰ الفتِ احمدؐ تو سبھی کرتے ہیں
کوئی نکلے تو سہی رنج اٹھانے والا،

برادرانِ اسلام! آج رمضان المبارک کا تیسرا ہفتہ ہے۔ مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ شب قدر اور اعتکاف کے فضائل وحقائق کو بیان کردوں، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ صحیح بولنے کی توفیق عطاء فرمائے، (آمین)

ابھی میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک سورۃ تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے، اور آپ کو خبر بھی ہے کہ شب قدر کیا چیز ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اپنے پروردگار کے حکم سے اس رات فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں، ہر امر خیر کے لئے سلامتی (ہی سلامتی) ہے، وہ طلوع فجر تک رہتی ہے۔

معزز بزرگانِ اسلام! دنیا میں پائی جانے والی تمام چیزیں یکساں اور برابر نہیں ہوتی ہیں، نظامِ خداوندی کا ایک انوکھا طرز ہے کہ اپنے مخلوقات میں کسی کا درجہ اور مرتبہ بڑھا کر قوم کی سیادت کے لئے منتخب فرماتے ہیں، تو کسی کو محکوم بنا کر اس کی اطاعت وفرمانبرداری پر

مجبور کر دیتے ہیں، خواہ وہ حیوانات کے قبیل سے ہو یا جمادات میں سے ہوں آنکھوں سے دیکھی جانے والی ہو یا آنکھوں سے اوجھل ہو،

چنانچہ انبیاء علیہ السّلام اس دنیا میں بے شمار تشریف لائے مگر تاجدار بطحاء کو اللہ نے جو مقام بخشا ہے کسی کے خیال و تصور میں بھی اس کا وجود نہ تھا، تمام امتوں میں افضل اللہ نے اُمت محمدیہ کو پیدا کیا، اور خیر امت کے لقب سے ان کی فضیلت و برتری کو نمایاں مقام عطا کیا، اسیطرح تمام کتابوں سے افضل اللہ نے قرآن کریم کو نازل کیا، تمام مہینوں سے افضل رمضان کے مہینہ کو قرار دیا، اور تمام راتوں میں شب قدر کو افضل ٹھہرایا۔ جس کی قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے مذکورہ پوری سورۃ کو اللہ نے نازل فرمایا۔

اُس رات کا ہر جز ہر لمحہ مبارک و مقدس اور نزولِ رحمت سے معمور ہوتا ہے، اس رات کی عظمت و تقدس کے پیشِ نظر اللہ تعالٰے نے سب سے مقدس کتاب ضابطۂ حیات قرآن مجید کو سماء دنیا پر اسی شب میں نازل فرمایا۔ اسی شب کے بیان فضیلت میں خالق دوجہاں نے مکمل سورۂ قدر نازل فرمائی تاکہ لوگوں کے قلوب میں اس کی حقیقی اہمیت راسخ ہو جائے، اور اس قیمتی وقت کو کہیں خواب غفلت میں نہ کھو بیٹھے اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل، اعلیٰ اور اللہ کے نزدیک انتہائی مقبول ہوتی ہے، غروب آفتاب سے صبحِ صادق تک یہ روئے زمین توجہاتِ الٰہیہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔ ہر سمت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں، ہر طرف تسبیح و تہلیل

اور ذکر و اذکار کی آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ ملائکۂ رحمت کا تانتا بندھا ہوتا ہے آسمانی فضا کتنی سہانی ہے، کیا ہی قابلِ دید منظر ہے، دنیا کی تمام چیزیں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہیں، مسجدوں کے میناروں سے آہ و بُکا کی آوازیں نکلتی رہتی ہیں، کتنا ہی خوش نصیب ہے وہ بندہ جس نے اس رات کی تلاش میں جد و جہد کی اور کچھ دیر بھی دربارِ الٰہی میں حاضر ہو کر سایۂ رحمت کا طلبگار رہا، اللہ کے مقرب فرشتے بھی ایسے بندے کا ادب واحترام کرتے ہیں اور ان سے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کرتے ہیں، اگرچہ ہمیں اس کا احساس نہ ہو لیکن جس نے اس کی قدر نہیں کی دوسری راتوں کی طرح خوابِ غفلت میں اسے بھی گذار دیا تو کفِ افسوس ملنے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہوگا، اسکی قسمت پر دنیا کی تمام چیزیں نالاں ہیں، اسی کو سرکارِ دوجہاں علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام نے فرمایا "مَن حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرُ كُلُّهَا"، یعنی جو اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ تمام چیزوں سے محروم ہو گیا۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شبِ قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں اور جس بندے کو بھی کھڑے یا بیٹھے ذکر اللہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے دعاء رحمت کرتے ہیں، اسیطرح ایک دوسری روایت میں ہے مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ،

کہ جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ شب قدر میں نفلی نمازیں پڑھے گا اس کے سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے، لیکن شب قدر کی تاریخ اللہ نے متعین نہیں کی، اور لوگوں کے جذبات شوق طلب اور جستجو کے اوپر اس کو چھوڑ دیا تاکہ نفس کا مجاہدہ ہو سکے اور انسانوں میں حقیقی تڑپ پیدا ہو جائے، جس طرح دنیا کے کاروبار کرنیوالے کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں مہینے ہمارے قریبی شہر میں ایک میلا لگنے والا ہے اور اس میں ایک لاکھ روپے کی آمدنی ہوگی تو بتاؤ کون بیوقوف ہوگا جو اس بہترین موقع کو کھودے گا، اگرچہ بتانے والے نے تاریخ نہ بھی بتائی ہو لیکن وہ کسی نہ کسی طرح اس تاریخ کا پتہ ضرور لگائے گا، اور اگر شبہ رہ جائے گا تو احتیاطاً کئی دن پہلے اس جگہ پہونچ جائیگا۔ اسیطرح سمجھو کہ شب قدر نیکیوں کا میلہ ہے جو مسلمانوں کو دیا جارہا ہے، مگر اتنی بات ہے کہ مہینہ تو بتادیا اور یہ بھی بتادیا کہ اس مہینے کے آخری تہائی حصہ میں ہے، لیکن تاریخ مخفی رکھی ہے کہ دیکھیں نیکیوں کے شوقین اور خدا کی محبت اور اس کے محبوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی الفت کا دم بھرنے والے کتنے دن اپنی راحت وآرام قربان کرتے ہیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "عَسٰی اَن یَکُونَ خَیرٌ لَّکُمْ"، کیا خبر ہے تاریخ کا پتہ نہ دینے میں ہی تمہاری بھلائی ہے۔ الغرض اس کے پوشیدہ رکھنے میں حکمت یہی ہے کہ اس کے شوقین پورے رمضان عبادتوں کا اہتمام کریں گے"۔

برادرانِ ملّت!

دنیا میں سب سے بڑا بدنصیب اور نادان وہی شخص ہے جو کمائی کا سیزن یونہی گنوا دے، اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے، لیکن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب سے بڑا بدنصیب اور محروم قسمت وہ ہے جو نیکیوں کا بہترین موقع ضائع کر دے اور کچھ نہ کر سکے، دوستو! دنیا کمانے کے لئے لوگ رات رات بھر جاگتے ہیں، پوری رات کھڑے رہ کر کام کرتے رہتے ہیں، مشین کی طرح دن رات ایک کر دیتے ہیں، ساری مصیبتوں اور پریشانیوں کو گلے لگاتے ہیں، نہ صحت کا احساس ہوتا ہے نہ اپنے آرام کی فکر، لیکن افسوس صد افسوس! دین حاصل کرنے کے لئے ہمیں فرصت نہیں مل پاتی، خدا کے لئے ہم ایک رات جاگنے کے لئے تیار نہیں۔

موت سے پہلے کی تیاری تو کرتے ہیں مگر موت کے بعد کی کوئی فکر نہیں، موت کے بعد کی تیاری کون کرے بس جسے مرنا ہوگا وہ اسکی تیاری بھی کرے، ہمیں تو مرنا ہی نہیں ہے،

مسلمانو! ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ ساٹھ ستر برس کی زندگی کے لئے انسان مارا مارا پھرتا ہے رات دن ایک کر دیتا ہے، لیکن مسلمانو جہاں ہمیں ساری زندگی رہنا ہے، جہاں کبھی موت نہیں آئے گی کیا اس کیلئے ہمیں رات دن ایک نہیں کرنا چاہئے؟ امام الانبیاء سرکارِ مدینہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے گئے تھے اُن کو شب قدر کی اتنی فکر تھی کہ اسکی

تلاش کے لئے رمضان شروع ہوتے ہی اوّل عشرۂ رمضان کا اعتکاف کیا، لیکن شب قدر نہیں ملی تو پھر دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا پھر نہیں ملی، بالآخر اخیر عشرۂ رمضان میں شب قدر ملی اور پھر ہمیشہ اخیر عشرہ کا ہی اعتکاف کرتے رہے۔

حضراتِ گرامی! شب قدر کب ہوتی ہے اور کس تاریخ کو ہوتی ہے اس کے متعلق کوئی متعین تاریخ یقین کے ساتھ نہیں بتائی جاسکتی ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو شب قدر کے بارے میں بتانے کے لئے نکلے لیکن دو مسلمان آپس میں جھگڑا کرنے لگے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو شب قدر کے متعلق بتانے کیلئے نکلا تھا، مگر چونکہ فلاں فلاں جھگڑا کرنے لگے اس لئے اسکی تعیین اٹھالی گئی، لہٰذا اب متعینہ طور پر یہ بات نہیں بتائی جاسکتی کہ کس ماہ کی کس تاریخ کو شب قدر ہوتی ہے، البتہ شبِ قدر کو تلاش کرنے کا حکم ہے تاکہ اس بہانے سے زیادہ سے زیادہ راتوں میں عبادت ہو سکے، اور بندہ زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب کا مستحق بن سکے، لیکن زیادہ تر روایات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے، اور اس میں بھی طاق راتوں میں زیادہ امکان ہے بلکہ طاق راتوں میں بھی ستائیسویں رات کو سب سے زیادہ شبِ قدر کا احتمال ہے، اور اکثر مفسرین کرام کی رائے بھی یہی ہے کہ ستائیسویں شب راجح ہے،

علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ نے ایک بڑی قابل قدر بات لکھی ہے کہ لوگوں کو یہ سمجھنا

Scanned by CamScanner

چاہیئے کہ شب قدر بڑے بڑے بزرگ اور صاحب کشف و کرامات ہی کو ملتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، اسلیئے ہر شخص کو اس کی تلاش میں کوشش کرنی چاہیئے،

(نیل الاوطار صفحہ ۲۹۴)

یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر مالا یجتھد فی غیرہ" یعنی حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اس قدر جدوجہد کرتے کہ اتنی دوسرے عشرہ میں نہیں کرتے تھے۔

اسیطرح ایک دوسری حدیث ہے "کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیٰ لیلہ وایقظ اہلہ"، (بخاری) کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں عبادات کے لئے کمربستہ ہوجاتے تھے، رات رات بھر جاگتے اور نمازوں میں مشغول رہتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ عبادات میں مشغول ہوں، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم گھر کے چھوٹے بڑے جو بھی نماز پڑھ سکتے تھے سب کو جگا کر نماز پڑھواتے تھے، اصل میں یہ قیمتی دن اور یہ قیمتی راتیں کچھ کرنے کی ہوتی ہیں۔ خدا کے کتنے بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کو ان دنوں کا ایک ایک منٹ ایک ایک مہینے کا کام دیتا ہے، اور وہ

Scanned by CamScanner

تمنا کرتے ہیں کہ کاش یہ دن بڑھ کر ایک مہینے ہی بن جاتے، اور جب مولا تے کریم کے سامنے سجدے میں آنسو بہاتے ہوں گے تو دل یہ چاہتا ہوگا کہ اب ختم ہی نہ ہو

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو،،
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا،،

محترم حضرات! شب قدر کی کوئی متعین رات نہیں ہے، لیکن حدیثوں میں شب قدر کی کچھ نشانیاں بھی بتائی گئی ہیں جن سے شب قدر کا معلوم کرنا آسان ہو جاتا ہے، الغرض جس رات میں وہ نشانیاں پائی جائیں سمجھو کہ وہی شب قدر ہے، سب سے صحیح پہچان شب قدر کی یہ ہے اس رات کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو چودھویں رات کے چاند کی طرح بغیر کرنوں کا عام دنوں سے کسی قدر کم روشن ہوتا ہے، یہ پہچان لوگوں کی آزمودہ ہے، اور ہمیشہ پائی جاتی ہے،

دوسری علامت یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی اور روشن ہوتی ہے، (عینی شرح بخاری ص۳۶۵/۵) تیسری علامت یہ ہے کہ اس رات میں آسمان کے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر ادھر اُدھر نہیں جاتے۔ چوتھی علامت امام ابن جریر طبری رح نے بعض بزرگوں سے نقل کی ہے کہ اس رات میں ہر چیز زمین پر جھک کر سجدہ کرتی ہے اور پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ لیکن یہ سب چیز ہر ایک کو نظر نہیں آتی، لہذا اگر تلاش و جستجو کے بعد ان نشانیوں کو دیکھ کر شب قدر معلوم ہو جائے تو کون سی عبادت کرنی چاہئے، کیا

Scanned by CamScanner

کیا دعائیں مانگنی چاہیئے،

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں یہ رات پالوں تو کیا کروں گی، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ "، یعنی اے پروردگار تو بہت معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے، معافی ہی کو تو پسند کرتا ہے، اے اللہ مجھے معاف فرمادے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر چونکہ انتہائی قیمتی اور قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے، اس لئے اس کو غنیمت سمجھ کر اپنے گناہوں پر شرمسار ہوکر اس کی معافی کی درخواست کرنی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہیئے،

رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں دوسرا اہم کام اعتکاف کرنا ہے، رمضان شریف کے آخری دس دن کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی اگر پورے گاؤں میں سے ایک مسلمان نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب کے ذمّہ سے ادا ہوجائے گا اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب کے اوپر اس کا وبال ہوگا، اعتکاف کا وقت رمضان کی بیس تاریخ کے شام کو سورج غروب ہونے کے وقت سے شروع ہوجاتا ہے اور عید الفطر کا چاند ہوتے ہی ختم ہوجاتا ہے، اور یہ اسی مسجد میں ہوگا جہاں نماز باجماعت پانچوں وقت ہوتی ہو، اس کی اہمیت کے پیش نظر آپ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پابندی سے اعتکاف کیا کرتے تھے، اب لئے ہم تمام مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ اس سنت مؤکدہ کی تکمیل میں ہرگز ہرگز غفلت نہ کریں اور تمام لوگوں کو اس کے انتظام کا شوق ہونا چاہیئے

تاکہ اتباعِ رسول کی شان ظاہر ہو، اور عورتیں اپنے گھروں میں جہاں وہ نماز پڑھتی ہوں وہیں پر اعتکاف کریں، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی روح یہ ہے کہ انسان اپنے کو مخلوق سے الگ کر کے صرف خدا کی یاد میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ انسان کے دل و دماغ پر ہمیشہ خدا ہی کا تصور ہو جائے،

شعر

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

(مجذوب رح)

حضراتِ گرامی! معتکف کے بارے میں بڑے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ وَيَجْرِيْ لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا"، (ابن ماجہ) کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچتا ہے اور اس کے لئے بغیر کئے بھی اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لئے لکھی جاتی ہیں، اس حدیث میں اعتکاف کے دو بڑے اہم فائدے بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ آدمی گناہوں سے بچتا رہتا ہے، ظاہر ہے کہ آدمی جہاں بھی بیٹھتا ہے ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور دنیا کے قصے قضیے، جھوٹ، سچ، غیبت ضرور ہوتے ہیں، بچتے بچتے بھی آدمی اپنے ماحول کے اثرات سے بہت کم محفوظ رہتا ہے، لیکن مسجد میں بیٹھ کر آدمی

ان تمام جھگڑوں اور برائیوں سے محفوظ رہتا ہے، دوسری بات اس حدیث یہ معلوم ہوئی کہ بہت سے نیکیوں کا ثواب بغیر کئے بھی مُفت ملجاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک دینے کے لئے بہانہ ڈھونڈتے ہیں کہ کوئی بہانہ ملجائے تو اپنے بندے کو عطا کر دوں مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ آپ کے بچے سے کوئی غلطی ہوگئی اور آپکو معلوم ہوا، آپ نے سزا کے طور پر کہدیا کہ آج دوپہر میں تجھے کھانا نہیں دونگا، اب دوپہر کا وقت آیا آپکے سامنے کھانا رکھا گیا، آپ نے کھانا شروع کیا لیکن نوالہ (لقمہ) حلق سے نیچے نہیں اُترتا ہے اور بار بار یہ خیال آتا ہے کہ بیٹے کو بلاؤں، لیکن معافی مانگے بغیر کھانا دینا بھی ٹھیک نہیں، اُدھر بیٹے کی بھولی بھالی صورت مارے بھوک کے پھول کیطرح مرجھارہی ہے، اور اِدھر آپ کا کلیجہ دیکھ دیکھ کر پھٹا جارہا ہے، اب آپ بار بار پوچھتے ہیں، کہ آئندہ تو نہیں کروگے آئندہ تو نہیں کروگے اور انتظار یہ ہے کہ بیٹا کہدے، جی نہیں اب ایسا کبھی نہیں کرونگا، تو فوراً گود میں بٹھالوں گا، خدائے پاک کی قسم خدا اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، لیکن کوئی اس شفقت و کرم کا لائق بھی تو ہو، اور اس کا کوئی چاہنے والا بھی تو ہو۔

اسیطرح معتکف کے فضائل بیان کرتے ہوئے حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعتکاف کا ثواب دو حج اور عمروں کے برابر ہے، آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کیلئے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے زمین و آسمان کے فاصلہ سے تین گنا زیادہ دُور کر دیتے ہیں، یعنی جہنم سے اُس کا کوئی واسطہ ہی

نہیں رہتا ہے۔ لیکن دوستو ہم میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دل میں ایسے ایسے وعدے اور اجر و ثواب سن کر بھی اعتکاف کا شوق پیدا نہیں ہوتا ہے۔

ہمیں جنت کا شوق ہے لیکن تیاری سے بھاگتے ہیں، ہم میں کس کی ہمت ہے کہ جہنم کی آرزو کرے، لیکن اسکے باوجود وہ کون ہے جو بچنے کی تدبیر بھی کر رہا ہے، موت کے بعد ایک ایسی زندگی آرہی ہے کہ وہاں موت کا تصور ہی نہیں، ہم کو جانا وہاں ہے، جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس کی تیاری کے لئے یوں سمجھئے کہ ہمیں "ایک سیکنڈ" کی مہلت ملی ہے، کیا یہ جان لینے کے بعد بھی ہمیں ان اعمال کا شوق نہ ہوگا، کیا اس مختصر زندگی کو بھی خدا کی مرضی کے مطابق استعمال نہ کریں گے، لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم عمل کیطرف دوڑ پڑیں، ہماری آنکھیں ہمارے وقتی نقصانات اور خسارے دکھلائیں گی لیکن ان آنکھوں کو چھوڑ کر دل کی آنکھوں سے دیکھئے اس عمل کے بدلے "جنت" کا نفع مل رہا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق بخشے، خصوصاً رمضان شریف کے مہینہ کے اہم اور کثیر الثواب عملوں سے پورا پورا حصہ عطا کرے (آمین)

∴ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ∴

نعت پاک

زیارت ہو مدینے کی مجھے زادِ سفر دے دے
مدینے میں پھروں اڑتا خدایا بال و پر دے دے

بکے ایمان ہیں سب کے خدایا تخت کی خاطر
مجھے اب اس لئے صدیق جیسا راہبر دیدے

خدایا اب پریشاں ہے ترے محبوب کی امت
مسلماں کو کوئی اک حاملِ وصفِ عمرؓ دے دے

سراپا شرم بن جائیں بشر دنیا کے سب تیرے
حیا عثمانؓ کی انساں کو یارب اگر دے دے

خدایا پھر اڑیں ظالم ہواؤں میں دھواں ہو کر
کفِ مسلم میں شمشیرِ علیؓ کی ضرب گر دیدے

نظر آئے بہت دنیا میں ہیں بوجہل کے حامی
مسلماں کو خدایا ہمتِ اہلِ بدر دے دے

لئیق احمد راغبؔ بارہ بنکوی

Scanned by CamScanner

زکوٰۃ

اور

صدقۂ فطر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم "اما بعد"

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہِ الرحمٰن الرحیم ط اَقِیمُوا الصَّلوٰۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ وَاَقرِضُوا اللہَ قرضًا حسنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنفُسِکُم مِّن خَیرٍ تَجِدُوہُ عِندَ اللہِ ھُوَ خَیرًا وَّ اَعظَمَ اَجرًا "قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اَلَا اِنَّ صَدَقَۃَ الفِطرِ وَاجِبَۃٌ عَلیٰ

كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ"

(ترمذی)

محترم سامعین کرام : ابھی ابھی میں نے کلام مقدس کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو اور جو کچھ اپنے لئے بھلائی کر کے آگے بھیجو گے اللہ کے یہاں محفوظ پاؤ گے، یہی بہتری اور بڑا اجر ہوگا،،

حضرات گرامی : آج آپ حضرات کے سامنے ابدی اور عالمگیر شریعت کے ایک رکن کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں، یہ اُن بنیادی اصولوں میں سے ہے جن پر شریعت کا دارومدار ہے جسے زکوٰۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے، احادیث میں زکوٰۃ اور صدقات کے لئے اس مہینے میں بڑی تاکید ہے، اور خود حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں بہت کثرت سے خیرات و صدقات کیا کرتے تھے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے، اولاً آپ حضرات کے سامنے فضائل زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق کچھ بیان کروں اس کے بعد صدقہ فطر کے متعلق گفتگو کروں گا تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے منافع اور برکات سے مکمل طور پر باخبر ہوسکیں،

زکوٰۃ اپنی ملکیت میں سے ایک مخصوص خدائی حصہ کے حق کی ادائیگی کے لئے نکال کر اُن کے حق دار کو مالک بنا دینا کا نام ہے، اور زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے

Scanned by CamScanner

کہ وہ مال کو گندگیوں اور آلائشوں سے پاک وصاف کردیتی ہے کیونکہ اس مال کے حقدار مالدار نہیں ہیں بلکہ اس کے حقدار غرباء اور مساکین ہیں۔ اگر ان کے حق کو نہ نکالا جائے تو دونوں کا مال خلط ملط ہوجائے گا اور وہ دوسرے مالوں کو بھی عیب دار بنادے گا جس کے استعمال دینی اور دنیا دونوں اعتبار سے نقصان ومضرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اگر نکالدیا جائے تو وہ مال اس عیب سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ اسی پر بس نہیں کہ وہ صرف مال کو پاک کرتا ہے بلکہ اس کے نکالنے سے نفس حرص وہوس کی مہلک بیماری سے چھٹکارا پاکر کامیابی کی منزل پر پہونچ جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" میں فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ایک مصلحت تہذیب نفس بھی ہے اس لئے کہ زکوٰۃ مال کی محبت کو توڑتی ہے، اور اقبح الاخلاق بخل وخست کا قلع قمع کرتی ہے جو تمام بداخلاقیوں اور رذائل کا منبع اور جڑ ہے، حقیقت یہ ہے کہ زکوٰۃ سے اندرونی پاکیزگی اور طہارت حاصل ہوتی ہے مال کی محبت کم ہوجاتی ہے جو انسان کے حق میں سب سے بڑا فتنہ ہے اور زکوٰۃ دینے سے لوگوں کے ساتھ محبت وشفقت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ قومی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اور اس بات کا امتحان وآزمائش ہوتی ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو کہاں تک خدا اور غریبوں کی محبت ہے۔ کیونکہ مال جیسی محبوب چیز کو صرف کرکے خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ایک دشوار امر ہے۔ یہیں پر مذہبیت اور خداپرستی کے جوہر کھلتے ہیں، ورنہ یوں زبانی محبت کا دعویٰ سب کو ہے۔ جب ہی تو مسلمانوں پر نماز روزہ کیطرح زکوٰۃ بھی

Scanned by CamScanner

فرض ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کے ساتھ نہایت ہی شدّت واہتمام کے ساتھ قرآن مجید میں زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن وحدیث جس طرح نماز پر بار بار زور دیتے ہیں اسیطرح زکوٰۃ پر بھی، اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے پر بھی زور دیتے ہیں، یہی فلسفہ ہے جگہ جگہ اقیموا الصّلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ کو متعدد مقامات پر اکٹھ لانے کا اور بتکرار ذکر کرنے کا۔ قرآن کریم کے اندر تقریبًا اٹھائیس جگہ زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس سے زکوٰۃ کی فرضیت واضح ہے۔

دوستو اور بزرگو!

میں نے شروع میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی تھی جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو اور جو کچھ اُس کے ہاں جمع کرادوگے وہ بھلائی اور نیکی کا ذخیرہ اسی سے حاصل کرلوگے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں سے قرض مانگتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے غریب، مسکین بندوں پر اپنا مال خرچ کرو اور انکی مدد کرو۔ کیونکہ انکو دینا گویا مجھے دینا ہے۔ انکی خدمت کرنا مجھے خوش کرنا ہے۔ میرے بندوں پر رحم کرنا میری رحمت لوٹنا ہے۔

چنانچہ رحمتِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ پاک ایک شخص کو بلائیں گے اور فرمائیں گے۔ میں بھوکا تھا تم نے کھانا نہیں کھلایا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہیں کی، وہ

Scanned by CamScanner

بندہ عرض کرے گا اے اللہ تو بھوکا کیسے رہ سکتا ہے، تیری قبضۂ قدرت میں تو سارا نظامِ کائنات ہے، تو کیسے بیمار پڑ سکتا ہے تو ہی تو بیماروں کو شفا اور صحت سے نوازنے والا ہے، تیری ذات ان عیوب سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بھوکا تھا تم نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا تم نے اسے پانی نہیں پلایا، میرا فلاں بندہ بیمار تھا تم نے اسکی عیادت نہیں کی، اگر تم میرے ان بندوں کو کھانا کھلاتے پیاس بجھاتے اور انکی عیادت کرتے تو مجھے وہاں پاتے، یعنی انکو کھانا کھلانا پانی پلانا اور انکی عیادت کرنا گویا میری عیادت کرنا اور مجھے کھلانا پلانا تھا،

برادرانِ ملت! ہمارے بعض مالدار مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی میں بہت کوتاہی برتتے ہیں، انہیں اللہ کی راہ میں وہ مال بھی دینا دشوار گذرتا ہے جو اُن پر فرض ہے۔ فضول کاموں میں روپیہ صرف کرنے کیلئے وہ حاتم طائی ہیں۔ فیشن پرستی حکومت کی خوشنودی اور اپنے عیش و آرام کیلئے ہزاروں روپیہ صرف کر کے ایمان و عمل کا خون کرتے ہیں، بُرے اور فحش کلبوں میں دل کھول کر روپیہ خرچ کر کے گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں، مگر زکوٰۃ دیتے ہوئے موت آتی ہے گویا وہ اپنی دولت اپنا روپیہ دریا میں پھینک رہے ہیں، آگ میں جلا رہے ہیں، کسی نے الٹی گنگا بہتے نہیں دیکھا لیکن جسے دیکھنا ہو دیکھے کہ مسلمانوں کی حالت کی الٹی گنگا بہہ رہی ہے، دولت تھی اللہ کی امانت مگر یہ ہے کہ

شیطان کی راہ میں لٹا رہے ہیں اور کفر کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔

دوستو! مصارفِ زکوٰۃ پر غور کیجئے اور فلسفۂ زکوٰۃ کی جامعیت پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اسلام نے کس خوبی اور جامعیت کیساتھ نظامِ تمدن کو مضبوط کیا ہے، اور امیروں کو غریبوں کا ھمدرد بنایا ہے، آپ بتلائیں کہ کیا اس نیلے آسمان کے نیچے اسلام کے سوا کوئی اور مذہب و ملت ہے، کیا کوئی دستور کوئی نظام اور کوئی قانون دنیا میں امن و سلامتی قائم کرسکتا ہے، تمدن و معاشرت کو اس طرح مستحکم بنیادوں پر قائم کرسکتا ہے، اور امیروں غریبوں میں توازن قائم کرسکتا ہے، نہیں ہرگز نہیں، آج مسلمانوں کے لیڈر اور انکی انجمنیں دن رات رونا روتی ہیں کہ مسلمان اپنا پیسہ قومی ضروریات میں نہیں خرچ کرتے اور کاسۂ گدائی لئے دربدر پھرتے ہیں، اگر یہ بھلے مانس زکوٰۃ کی فراہمی کا باقاعدہ نظام بنالیں اور مالدار اور صاحب حیثیت حضرات زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ چندہ بازی اور گداگری سے بے نیاز ہو جائیں، اور قوم سرسبز و شاداب ہو جائے، مگر ہماری بدبختی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے کہ ایک بہترین خداوندی دستور العمل رکھتے ہوئے بھی ہم برباد ہو رہے ہیں، اور قومی ضروریات کے لئے گداگری کر رہے ہیں، مگر اسلام اپنے معاشرے میں کسی دکھیا کو دیکھنا نہیں چاہتا جس کی درد بھری آہوں سے پورا معاشرہ لرز اٹھے اس لئے اس نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا،

دوستو اور بزرگو! یہ دنیا بھر کے معاشی نظام کو چیلنج ہے کیا آپ دکھا سکتے

ہیں کہ کسی نظام میں بھی یہ دستور یہ حکم یہ قانون ہو کہ جو کچھ تمہاری ضروریات سے بچ جائے اس کو غریبوں میں تقسیم کر دو، دنیا کا کوئی مذہبی گروہ ایسا نہیں ہے جن کے یہاں غریبوں اور مسکینوں کا حصّہ رکھا گیا ہو۔ یہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے جس نے غریبوں کے حقوق کا عَلَم بلند کیا ہے خداوند قدّوس فرماتا ہے " یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ " وہ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خیرات کریں کہہ دو (اے پیغمبرؐ) کہ جو کچھ تمہاری ضروریات سے بچ جائے اس کو خیرات کر دو، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسکی نظیریں ملتی ہیں، ایکمرتبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ضروریا کیلئے چندے کی خواہش ظاہر کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پورے گھر کا سامان لاکر پیش کر دیا اسیطرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آدھا گھر کا سامان حضور علیہ السّلام کیخدمت میں پیش کر دیا، نیز دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ایثار و قربانی کی بے نظیر مثالیں پیش کیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نظام زکوٰۃ اور صدقات نے مسلمانو میں جہاں مال خرچ کرنے کا جذبہ پیدا فرمایا تھا دہیں اس حقیقت کو بھی ان کے دلوںمیں راسخ کر دیا تھا کہ دنیاوی مال و جاہ چند روزہ ہے یہ دل لگانے کی چیز نہیں ہے، دل اسی سے لگایا جائے جو حیّ قیّوم ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں دنیا و آخرت کی ہر چیز ہے

سامعینِ کرام!

صحابۂ کرام کا یہ بے لوث عمل اللہ کو اتنا بھایا کہ اپنی زبانِ مبارک سے خرچ کرنے والوں کی تعریف فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں " وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُوْنَ " اور جو ہم نے اُن کو رزق دی

ہے اس میں سے نہ کچھ خیرات کرتے ہیں۔ ان تمام آیات سے پتہ چلتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن اعظم ہے ۔ زکوٰۃ حقیقت میں ایک مالی حق ہے جو ہر سال مال کے ایک خاص مقدار پر پہونچنے کے بعد لگتا ہے ۔ اس کی ادائیگی ہر اُس مسلمان کے ذمہ فرض ہے جو صاحب نصاب ہو، یعنے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی مالیت کی مقدار کا مالک ہو، اور حوائج اصلیہ سے زائد ہو، یہ سونا اور چاندی خواہ اپنی اصلی حالت میں ہوں یا اس کے زیور ہوں یا اس کے سکے ہوں تینوں صورتوں میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے ۔ اسیطرح مالِ تجارت کی قیمت اگر چاندی یا سونے کے نصاب کو پہونچ جائے تو اس کی زکوٰۃ بھی فرض ہے ۔

محترم دوستو! زکوٰۃ دیتے وقت سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو دیکھنا چاہئے کیونکہ زکوٰۃ و خیرات کے اول حقدار رشتہ دار ہیں ، انہیں سے صدقات و خیرات کی ابتداء کرنی چاہئے تاکہ صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ثواب ملے چنانچہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ دینا اپنے اہل و عیال سے شروع کرو، فقیر اور مسکین کو دینے میں ایک ثواب ہے اور قرابت داروں کو دینے میں دوہرا ثواب ہے ۔ قرابت داروں کو مقدم رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد غریبوں اور مفلسوں کی حاجت روائی ہے ، لیکن فقراء اور مساکین کیطرف تو سب کی توجہ ہوتی ہے کوئی نہ کوئی امداد و حاجت روائی کر ہی دیتا ہے ۔ مگر وہ گھر والے اور نزدیکی رشتہ دار جو فقر و مسکنت کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ فلاں گھر والے

آج فاقہ میں پڑے ہیں اور اس کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں، انکی دردناک اور قابلِ رحم حالت کا پتہ سوائے رشتہ داروں کے اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا، اسلئے لوگوں کو یہ حکم دیا گیا کہ غریبوں کی حاجت روائی اور دستگیری کرنے میں اپنے قرابت داروں کو مقدم رکھیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ قرابت دار اور رشتہ دار ہی محروم رہتے ہیں غیر مستحق اور پرائے لیجاتے ہیں اور چراغ کے نیچے اندھیرا ہی رہتا ہے، اندازہ لگائیے کہ اگر آج مسلمانوں کی زندگی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیمات آجائیں تو معاشرے کی حالت کہاں سے کہاں پہونچ جائے، پھر کیسا خوشگوار اور خوشحال ماحول پیدا ہو جائے کہ ہم تصور نہیں کر سکتے ہیں۔

برادرانِ اسلام! زکوٰۃ دینے والوں کی فضیلت سید البشر امام الانبیاء سرکار مدینہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور دعا کرتے ہیں، ایک کہتا ہے الٰہی نیک کاموں میں خرچ کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ دے، دوسرا کہتا ہے بخیل کے مال کو ضائع کر دے، اسیطرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ بہتر اسلام کون سا ہے، آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کو کھانا کھلانا، اور مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے۔

جس طرح سے زکوٰۃ دینے والوں کی اللہ تعالےٰ نے فضیلت بیان کی ہے اور اجر و ثواب سے مالا مال کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اسیطرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے

سخت سے سخت وعیدیں بھی بیان کی ہے، جیسا کہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ،

"وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ (الخ)"، یعنی جو لوگ سونا چاندی جمع کرکے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی بشارت خوشخبری سنادیجئے قیامت کے دن وہ آتش دوزخ میں تپائے جائیں گے اور اس سے انکی پیشانی اور انکی کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائیگا کہ جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا اس کا مزہ چکھو"

اسیطرح حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ قیامت کے دن گنجا سانپ بن جائے گا، اپنے مالک کو ڈرائیگا دوڑ بھاگے گا، یہاں تک کہ وہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والا جب قیامت کے دن گرفتار ہوگا اچانک اس کی نگاہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پڑے گی، وہ بے اختیار ہوکر چلائے گا یا رسول اللہ مجھے بچائیے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے میں نے تجھے خدا کا حکم سنادیا، (اب اپنے کئے کی سزا بھگتو)

مسلمانو! ان آیات واحادیث سے اندازہ لگائیے کہ اسلام میں زکوٰۃ کی کیا حقیقت ہے۔ ایکطرف تو وہ خوشخبریاں اور انعامات ہیں جنہیں سنکر مردہ مسلمان بھی حاصل کرنے دوڑ پڑے، اور دوسری طرف وہ سزائیں

Scanned by CamScanner

ہیں جو زکوٰۃ نہ دینے والوں پر سخت سے سخت عذاب ہے کہ انہیں سُن کر ایک کافر بھی لرز اٹھے،

مگر ہائے افسوس ہماری مُردہ دلی کہ پتھر کے بت بنے ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں بس گونگے بہرے اور اندھے بنے کھڑے ہیں۔ مسلمانو! کیا تم چاہتے کہ آسمان پھٹ پڑے اور جہنم کا خوفناک سانپ اگھڑا ہو جب تم جاکر ڈرو، کیا زمین شعلے اگلنے لگے جب تم مانو کہ آگ ہمیں جلائیگی۔ اس دن سے ڈرو جب آسمان پھٹ پڑیں گے، پہاڑ رُوئی کے گالوں کیطرح اڑے گا، قبریں اپنے مُردے اگل دے گی اور دنیا و آخرت کا خدا تم سے تمہارا حساب لیگا، جب نہ ماں باپ کام آئیں گے اور نہ بھائی بہن کام آئیں گے بلکہ وہاں تمہارے یہ اعمال اور اللہ کے راہ میں خرچ کیے ہوئے مال ہی کام آئیں گے، لہٰذا ہمیں وقت سے پہلے تیاری کر لینی چاہیئے اور خدا کی رضامندی کا سامان کر لینا چاہیئے۔

دوستو اور بزرگو! اب میں صدقۂ فطر کی حقیقت اور اس کے فوائد کو بیان کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں، حقیقت میں صدقہ فطر بارگاہِ خداوندی میں ایک نذرانہ ہے جس کا ادا کرنا ہر آزاد مسلمان مالکِ نصاب پر واجب ہے۔ یہ عید کے دن صبح کے طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے، بہتر اور افضل یہ ہے کہ صدقۂ فطر نماز عید ادا کرنے سے پہلے دے دیا جائے اور بلا کسی شرعی عذر کے تاخیر نہ کرے۔ صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع یعنی تقریبًا پونے دو سیر گیہوں ہے، صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا بھی واجب ہے۔

Scanned by CamScanner

اگر انصاف سے پوچھو تو ہماری اطاعت دریافت خدا کی نظر میں کچھ وقعت نہیں رکھتی حقیقت میں ہم خدا کی محبت وعبادت کا کماحقہٗ حق ادا کر ہی نہیں سکتے، اور نہ وہ ہماری عبادتوں کا بھوکا ہے، اگر اس کی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے تو اس طرح کہ ہم اس کے مخلوق سے ہمدردی کریں، اسی وجہ سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "خَیْرُ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَاسَ" یعنی تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہونچائے، لہٰذا اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہم عید کے دن نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دیں تاکہ غریبوں کی بھی عید ہو جائے اور امیروں کی خوشی میں غریبوں کی خوشی بھی شامل ہو جائے۔

ذرا آپ غور فرمائیں کہ کسی مسلمان کا جذبہ یہ پسند کر سکتا ہے کہ آپ عید کے دن دوستوں کے درمیان خوشی کے نغمے گنگنا رہے ہوں اور وہیں آپ کے محلے کا ایک غریب اپنی خوشی کا سامان نہ دیکھ کر دردوغم کے آہیں بھر رہا ہے، اور اپنے پھٹے کپڑے پر نگاہ ڈالکر آنسوؤں کے قطرے ٹپکا رہا ہے۔ آپ کے گھر سے سوئیاں اور گوشت پلاؤ کی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے، اور ایک غریب کا آنگن فاقہ کشوں اور بھوکوں کا مسکن بنا ہوا ہو۔ نہیں ہرگز نہیں، کسی مسلمان کا ایمان اسے برداشت نہیں کر سکتا، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ عید سے پہلے ہی اس فرض سے سبکدوش ہو کر دوسروں کی خوشیوں میں بھی شریک ہوں، دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ میری نیکی اور میری عبادت

ہر طرح کی کھوٹ اور رذائل سے پاک صاف ہو، لیکن ایک انسان اور بشر کی حیثیت سے روزہ دار جب روزہ جیسی پاکیزہ عبادت کرتا ہے تو اس سے عملی اور فعلی اعتبار سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اس پر نادم اور شرمندہ ہوتا ہے اور دل میں ایک قسم کا رنج ہوتا ہے کہ مجھ سے یہ کیا ہو گیا، الغرض اس قسم کی آلائشوں سے رمضان کے روزوں کے تطہیر کے لئے صدقۂ فطر ہر روزہ دار مسلمان پر واجب کر دیا گیا تاکہ اسکی تمام غلطیوں کو عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے دور کر دیا جائے اور رمضان کے روزے اس قدر صاف ستھرے ہو کر اس کے نامۂ اعمال میں رکھے جائیں کہ اسکی خوشبو سے اس کے نامۂ اعمال کا گلدستہ معطر ہو جائے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر طھر الصیام من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین"، (ابوداؤد شریف) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو فضول، لایعنی اور فحش باتوں کے اثرات سے پاک صاف کرنے کیلئے اور مسکینوں محتاجوں کے کھانے کا بندوبست کرنے کے لئے صدقۂ فطر واجب قرار دیا ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صدقۂ فطر جہاں روزہ دار کو ان تمام آلائشوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے وہیں پر صدقۂ فطر دراصل معاشرے کے ان غریبوں اور بے کسوں کی دل جوئی بھی کرتا ہے جو اپنی غربت اور مسکنت کی وجہ سے عید کی مسرتوں سے تہی دامن اور خالی تھے، لہٰذا اسلام نے انکی عید کا بھی نہایت خوش اسلوبی کا سامان کر دیا۔

صدقۂ فطر سے تطہیرِ صیام بھی ہو گئی
اور غریبوں کے لئے تدبیرِ طعام بھی ہو گئی

اللہ تعالےٰ ہم تمام مسلمانوں کو ان عملی پیغاموں پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں اپنے انعامات اور بشارات قبول کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید الفطر

الحمد للہ وکفیٰ وسلمٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ

امابعد، فقد قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ

لِکُلِّ قومٍ عیداً وّھٰذا عیدُنا،،

بشر کا فرض ہے ہر حال میں شکر خدا کرنا

مصیبت ہو کہ راحت ہو نہیں اچھا گلہ کرنا

Scanned by CamScanner

مالک دوجہاں کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان کے روزے اور تراویح پڑھنے کی توفیق دی، دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت بار بار رمضان کے مہینے سے مستفیض فرمائے (آمین)

معزز بزرگانِ اسلام

دنیا کے اندر جتنی قومیں آباد ہیں ہر ایک کے لئے سال میں کچھ ایسے دن مقرر ہیں جن کو وہ اپنا قومی جشن سمجھ کر عیش و عشرت اور خوشی و شادمانی میں گذارتی ہیں، اسی کی ایک کڑی عید الفطر کا دن ہے جو اسلامی تہواروں میں سب سے پُرمسرت اور دلکش تہوار ہے جسے آج پورے عالمِ اسلام کے مسلمان خوشی سے منارہے ہیں، ہر شخص خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، آج نئے کپڑے پہنے خوشبو لگائے عیدگاہ کی طرف جارہا ہے ایک دوسرے کو عید سعید کی مبارکباد پیش کر رہا ہے، اور ہر ایک کے گھر جاکر سوئیاں کھاپی کر باہمی کدورت ختم کر کے قلبی محبت و مودّت کا بھرپور ظاہرہ کر رہا ہے

ترپا رہی تھی دل کو گھڑی انتظار کی
دکھلانے عید آئی ہے صورت بہار کی

دوستو! اللہ رب العزت نے خوشیوں اور مسرتوں کے اظہار کے لئے رمضان المبارک کے پورا ہونے پر ہم سب کو اپنا مہمان خصوصی بنا کر دعوت الٰہی مقرر کی اور اسی کا نام عید رکھا گیا، ان میں ایک آج کا دن ہے اور ایک ذی الحجہ کی دسویں تاریخ، ہم سب انہی دو دنوں میں اپنی خوشیاں

مناتے ہیں، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی خوشیوں میں برابر کے شریک
ہوں، اور نمازِ عید سے پہلے ہی گھر کے سبھی افراد کی طرف سے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا صدقہ
فطر ادا کرے تاکہ وہ بھی اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کر کے عید کی خوشیوں میں شریک
ہو سکیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے صدقۂ فطر کو واجب قرار دیا ہے، اگر کوئی شخص صدقۂ فطر
ادا نہیں کرتا ہے تو اس کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے، اس لئے
ہر شخص کو چاہیئے کہ صدقۂ فطر عید کی نماز سے قبل ادا کر دے تاکہ فقیر و محتاج مسکین کی
بھی عید ہو جائے اور وہ بھی سب کے ساتھ خوشی میں شریک ہو کر عید منا سکیں،

چنانچہ ایک مرتبہ محسنِ انسانیت رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے
تشریف لے جا رہے تھے راستے میں چھوٹے چھوٹے بچے نئے کپڑے پہنے عید کی خوشیاں
منا رہے تھے، اسی میں ایک بچہ نہایت غمگین اداس اس کے معصوم چہرے پر حسرت و یاس
کے آثار نمودار تھے، آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے گندے اور میلے کپڑوں میں نہ
جانے وہ کیا سوچ رہا تھا، تاجدارِ بطحا، یہ منظر دیکھ کر حیران و بیقرار ہو گئے، اس بچے کو
بلایا اور فرمایا، پیارے، سارے بچے کھیل کود رہے ہیں اور عید کی خوشیوں میں مست
ہیں، آخر تجھے کیا ہو گیا ہے تو فکرمند کیوں ہے، بچہ نے کہا یا رسول اللہ، انا یتیم، میں یتیم
ہوں، میرے ماں باپ زندہ نہیں ہیں، میرے پاس مال و دولت نہیں، میرے پاس
گھر بار نہیں، میرا اس دنیا میں کوئی غمخوار نہیں، کس پر ناز کروں کیسے عید کی خوشیاں
مناؤں، رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا دل یہ سنکر پارہ پارہ ہو گیا، آپ بے چین ہو گئے

بچہ کا ہاتھ پکڑا اور گھر لے گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اسے نہلاؤ نئے کپڑے پہنا کر عطر لگا دو، اور فرمایا اے پیارے! آج سے محمدؐ تیرا باپ ہے اور عائشہ تیری ماں، فاطمہ تیری بہن ہے حسنین تمہارے بھائی ہیں، یہ سن کر وہ بچہ جو تھوڑی دیر پہلے مایوس تھا خوشی سے جھوم اٹھا فرط مسرت سے باغ باغ ہوگیا۔ صحیح ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے غم خواری اور بیواؤں کی دادرسی نہ فرماتے تو آج اُن کا پُرسان حال اس دنیا میں کوئی نہ ہوتا۔ (از فاران ریڈیائی تقریر)

دوستو! اس عید الفطر کے مبارک موقع پر خدائے پاک کے نزدیک اسکی خوشی ہی کیا جو اپنے بے کسوں، ناداروں اور پڑوسیوں کو بھلا کر بزم مسرت سجائے، اس لئے آج کے دن ہمارا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ ضرورت مند اور پریشان حال کی حاجت روائی کیجائے۔

ہمدرد بن کے درد نہ بانٹا تو کیا جئے
کچھ دردِ دل بھی چاہیئے انسان کے لئے
مرنا بھلا ہے اس کا جو اپنے لئے جئے
جیتا ہے وہ جو مر چکا ہو غیر کے لئے

درحقیقت روزہ اور عید ہماری موجودہ اور موت کے بعد آنے والی زندگی کیطرف اشارے کرتے ہیں، روزہ بتاتا ہے، فرمانبرداروں کے لئے دنیا پابندی کی جگہ اور امتحان کا مقام ہے، اور عید اس امتحان کا رزلٹ ہے اور پابندی سے چھٹکارے

کا دن ہے، جو اس میں کامیاب ہو گیا اس کو آخرت میں راحت ہی راحت ملے گی جہاں پھر کبھی کسی طرح کی کوئی پابندی نہ ہوگی،

دوستو اور بزرگو!

عید الفطر ہی وہ دن ہے جس میں اللہ رب العزت نے بہشت کو پیدا فرمایا، طوبیٰ کا درخت اسی میں قائم فرمایا، آج ہی کے دن حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو پیغام لیجانے کا شرف حاصل ہوا۔ آج ہی کے دن فرعون کے جادوگروں کو نور ہدایت کا شرف حاصل ہوا، یہی وہ دن ہے جس مین خدا کیطرف سے روزہ داروں کو پیغام سنایا جاتا ہے کہ اے روزہ دارو اپنے اس پروردگار کی عبادت کے لئے چلو جو تمہاری عبادت قبول کرتا ہے اور اس کا ثواب بہت دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

الغرض یہ دن روزہ رکھنے والوں کے لئے مسلسل مجاہدہ اور نفس کُشی کے بعد انعام کے طور پر اپنے دامن میں ہزاروں خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لیکر آتا ہے اور بندہ اس عظیم انعام کے شکریہ میں اپنی زبانِ حال سے کہتا ہے اے دونوں جہان کے مالک تونے ہماری ہدایت کے لئے رمضان میں قرآن نازل کیا جس کی بدولت ہمیں کامیابی ملی، اور رمضان کے روزے فرض قرار دے کر ہمارے اندر کی غلاظت اور ناپاکی دور کی، اپنی محبت اور اپنے بندے کی ہمدردی اور غمخواری کی صفت پیدا کی، آج ہم اس فرض کی ادائیگی پر عید الفطر کی نماز پڑھ کر تیری بڑائی اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

بشر کا فرض ہے ہر حال میں شکرِ خدا کرنا
مصیبت ہو کہ راحت ہو نہیں اچھا گلہ کرنا

عیدِ حقیقی دونوں جہاں کے پالنہار کا ایک انعام ہے، اس کی مسرت اور سچی خوشی اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جنہوں نے ماہِ رمضان کا پورا پورا حق ادا کیا ہو اور پروردگار کے حکم کے مطابق زندگی گذاری ہو جیسا کہ پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے "غنیۃ الطالبین" میں لکھا ہے کہ عید انکی نہیں جنہوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا بلکہ عید تو اُن کی ہے جو خدا کی وعید اور پکڑ سے ڈر گئے، عید انکی نہیں جنہوں نے بہت سی خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو انکی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہا۔

بھائیو! عید مسرتوں اور خوشیوں کا دن ضرور ہے مگر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ماہِ مقدس کا احترام کیا ہو لیکن جن لوگوں نے رمضان بھر خواہشات نفس کے مطابق من چاہی زندگی بسر کی، اور واہیات اور بے ہودگی میں اوقات کو بسر کیا اور دیگر امورِ خیر سے غافل رہا ان کے لئے آج کا دن تازیانۂ عبرت اور بے انتہا شرم و ندامت کا دن ہے، کیونکہ اس نے اپنے پروردگار کے حکم کو نہیں مانا حیوان جیسی زندگی گذاری اور مبارک مہینوں کی بے عزتی کی، اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ آج ایسے آدمی ضرور عمدہ لباس اور پوشاک زیب تن کئے ہوں گے، مگر اندر سے ان کے دل نادم اور شرمندہ ہوں گے کہ ہم نے خدا کی نافرمانی کی، آج محلے کے لوگ

خاندان کے افراد مسرت بھری نگاہوں سے دیکھینگے۔ خدا کی ناراضگی اور پھٹکار، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بددعا ان پر پڑی ہونگی، فرشتے لعنت کر رہے ہوں گے، یہ سب رسوائی کیوں اٹھانی پڑ رہی ہے محض اس وجہ سے کہ وہ ماہ مقدس کے انوار وتجلیات سے محروم رہے، انہوں نے اس کی عظمت وتقدس کو سمجھا ہی نہیں، انہوں نے رمضان المبارک کے روزوں کو ضروری نہیں جانا، کتنی ہی بار رحمتِ الٰہی کی گھٹا ٹوپ رحمتیں آئیں لیکن خدا کی رحمتوں اور سعادت مندیوں سے پیچھے رہے، پورا رمضان المبارک گذر گیا، لیکن اپنے اندر کچھ فرق محسوس نہیں کیا،

آقائے مدنی جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذا کان یوم عید الفطر وقفت الملائکۃ علیٰ ابواب الطروق فنادوا، اغدوا یامعشر المسلمین یمُن بالخیر ثم یثیب علیہ الجزیل لقد اُمرتم بقیام اللیل فقمتم وامرتم بصیام النہار فصمتم واطعتم ربکم فاقبضوا جوائزکم او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام"

یعنے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے تمام راستوں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ اے مسلمانو رب کریم کے دروازے پر آؤ وہ تمہارے لئے بھلائی اور خیر کے خزانے لئے ہوئے ہے اور بہت سا اجر عطا فرمائے گا، تمہیں اللہ کی طرف سے تراویح پڑھنے کا پابند کیا گیا تم نے تراویح پڑھی، تمہیں اللہ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا تم نے روزے رکھکر اپنے پروردگار کی اطاعت گذاری کی، اب

Scanned by CamScanner

چلو انعام لے لو۔

محترم سامعین کرام! آج خدا کے انعام واکرام کا دن ضرور ہے لیکن اس کے حقدار وہی ہوں گے جنہوں نے رمضان المبارک کی قدر کی ہوگی نہ کہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دن بھر گلچھرّوں اور ساری رات خواب غفلت میں گذاری ہو۔ حضرت وہب بن منبہؒ کو عید کے دن روتے دیکھ کر کسی نے کہا "ھٰذا یوم الزینۃ والسرور" یہ تو خوشی اور زینت کا دن ہے، حضرت وہبؒ نے فرمایا بے شک یہ خوشی کا دن ہے لیکن اس کے لئے جس کے روزے قبول ہو گئے ہوں"

لیکن آج ہمارا حال یہ ہے محض رسمی طور پر عید مناتے ہیں، مسلمان اپنے تہواروں کی غرض وغایت کو سمجھتے ہی نہیں، منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں اور فضول خرچی کا مظاہرہ کرتے میں پیش پیش نظر آتے ہیں، آرائش وزیبائش پر مرمٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، اور تھیٹر بازی اور سینما بینی کے ذریعہ اپنی دولت ضائع کرتے ہیں، بتلائیے کہ یہ کون سے اسلام نے بتلایا ہے، روزہ تو اس لئے آیا تھا کہ ہم سب راہِ ہدایت پر آجائیں، صراط مستقیم پر چلنے لگیں، جہنم سے نجات ملجائے اور جنت میں جانے کا ذریعہ بن جائے۔

دوستو! وہ کون مسلمان ہوگا جو جنت میں جانے کی تمنا نہ رکھتا ہو، جس کے دل میں جذبہ اور خواہش نہ ہو کہ جنت کی ابدی اور سرمدی

Scanned by CamScanner

نعمتوں سے لطف اندوز ہو، جنت ہر مسلمان کا مرکز نگاہ اور مرکز توجہ ہے جنت ہر مسلمان کی آخری خواہش ہے، آخر جنت میں وہ کیا چیز ہے کہ ہر مسلمان اسے حاصل کرنے کیلئے بے چین و بے تاب ہے۔

اس جنت میں اللہ نے ایسی ایسی محیر العقول نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو بندوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی ہیں، دنیا کی لذت و آرام کے مقابلے میں جنت کی لذت و آرام ہزار ہا گنا بالاتر اور زیادہ تر ہیں، اسی تعلق سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سار بان اگر اس کے سائے میں سو سال بھی چلے پھر بھی پار نہ کر سکے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ جنت میں کھائیں گے بھی اور پئیں گے بھی لیکن نہ اس کو تھوک آئے گا اور نہ ناک بہے گی اور نہ پیشاب پاخانہ کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اس پر بعض صحابہ نے حیرت سے پوچھا کہ آخر وہ کھائے گا پئے گا تو فاسد مادہ کا اخراج کیسے ہوگا۔ آپ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ڈکار کے ذریعہ اور پسینے کے راستے سے، ان دونوں میں بدبو کا ذرہ برابر بھی شائبہ نہ ہوگا۔ ڈکار بہت ہی خوشگوار ہوگی اور پسینے میں خوشبو ہوگی،،

جنت کے مکان کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے جس کا گارہ تیز خوشبودار مشک ہے، جس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں جس کی مٹی زعفران ہے، جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر درجہ کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ ساری کائنات کے لوگ صرف ایک درجہ میں ہی سما سکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے ادنیٰ جنتی کا یہ حال ہوگا کہ اس کے پاس اسّی ہزار خادم ہوں گے، بہتر حوریں ہوں گی، جنت میں سونے اور چاندی کے برتن ہونگے مسہریاں اور گاؤ تکیئے لگے ہوں گے اور ہر طرح کا آرام و راحت جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، وہاں موجود ہوں گی، ہر کام کے لئے خدمت گار حاضر ہوں گے اہلِ جنت جنت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، کبھی جنت سے نکالے نہیں جائیں گے اور نہ کبھی ان پر موت طاری ہوگی، جب اللہ انہیں تمام نعمتوں سے سرفراز کردیں گے تو اپنے نیک اور صالح بندہ سے پوچھیں گے، اے اہل جنت! اس پر وہ عرض کریں گے، اے ہمارے ربّ ہم حاضر ہیں، آپکی بارگاہ اقدس میں حاضر ہیں، آپ جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور نہ چاہیں تو نہ عطا فرمائیں۔ یہ سبّ آپ کے دستِ قدرت میں ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے جنّتی بندوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ میں نے تم کو جن جن نعمتوں سے نوازا ہے خوش ہو راضی ہو، جنتی بندہ جواب دیں گے، اے ہمارے ربّ آپ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اتنا سبّ کچھ عطا کیا جو دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ کو بھی نصیب نہیں، تو پھر ہم راضی برضا کیوں نہ ہوں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا میں ان سے بھی اولیٰ اور افضل چیز دوں وہ بندہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے ربّ وہ کون سی ایسی نعمت ہے جو جنت کے ان تمام نعمتوں سے افضل ہیں، ارشاد ہوگا میں تم کو اپنی دائمی رضا اور خوشنودی کا تحفہ دیتا ہوں جس کے بعد تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا،،

Scanned by CamScanner

اللہ اکبر اس سے بڑھ کر اور کون سی نعمتِ عظمیٰ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دائمی ابدی رضا حاصل ہو، اس رضا کو حاصل کرنے کے لئے تو سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے مگر بد قسمتی دیکھئے کہ ہم عید الفطر جیسے مبارک دن میں بھی منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں، جبکہ آج خداوند قدوس کیجانب سے مغفرت کا پروانہ دیا جاتا ہے، حدیث کے اندر آتا ہے کہ بندہ جب آخری عشرہ میں قیاماً وقعوداً اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھول دئے ہیں، اللہ ربّ العزت فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میرے بندوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر بآواز بلند دعا کے ساتھ عیدگاہ کے جانب نکلے، میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میرے علو شان کی قسم، میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دے گئے اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا، چنانچہ یہ لوگ عیدگاہ سے ایسی حالت میں لوٹتے ہیں کہ اُن کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں،

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

تو مجھے نواز دے تو یہ تیرا کرم ہے ورنہ
تیری رحمتوں کا بدلہ میری بندگی نہیں ہے

حضرات! وقت زیادہ ہو چکا ہے، ابھی ہمیں دو رکعت عید الفطر کی نماز ادا کرنی ہے ___ اب میں آج کے دن سے متعلق کچھ احکام

بتاکر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق" (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے۔ اس طرح ہمارے لئے بھی یہ مسنون ہے کہ عید گاہ جاتے وقت جو راستہ اختیار کیا جائے، آتے وقت اس سے مختلف راستہ اختیار کیا جائے، اسی طرح عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور نماز کیلئے جانے سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے،

اور آئیے اب ہم دو رکعت نماز عید الفطر ادا کریں، اپنے رب کے حضور میں روئیں گڑگڑائیں اور اسی سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں، اور زندگی کے ایک ایک لمحے کی قدر کی توفیق چاہیں،

نماز عید کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے آپ نماز عید الفطر واجب مع چھ زائد تکبیروں کے امام کے پیچھے پڑھنے کی نیت کریں۔ پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھائیں، دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ باندھ لیں، پھر امام اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ کر اور کوئی سورت ملائیں گے، اور مقتدی چپ رہیں، پھر رکوع سجدہ کرکے کھڑے ہو جائیں۔ پھر امام کی قرأت سننے کے بعد تین تکبیر زائد کہیں، اور ہر مرتبہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر نیچے لٹکا دیں۔ اور پھر بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے چوتھی تکبیر کہتے ہوئے

رکوع میں چلے جائیں، اور بقیہ نماز قاعدے کے مطابق پوری کریں، پھر امام کھڑے ہوکر خطبہ پڑھیں اور تمام لوگ خاموش بیٹھ کر سنیں، اگر خطبہ سنائی نہ دے تب بھی متوجہ رہیں۔

استغفر اللہ لی ولکم اجمعین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ "

شعر

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

Scanned by CamScanner

عید الاضحیٰ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ
امابعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم ۵ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا
تَرٰی ط قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ
الصّٰبِرِیْنَ "

"صدق اللہ العظیم"

(شعر)

ہو مبارک شب برات عید الاضحیٰ عید الفطر
ایسی خوشیاں زندگی میں بار بار آتی رہیں

برادرانِ اسلام اور حاضرین مجلس! یہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے، اس میں جہاں اور بہت سے تاریخی واقعات نظر آتے ہیں وہیں پر حضرت ابراہیم اور ان کے لخت جگر اسماعیل علیہما السلام کی قربانی کا تاریخ ساز واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ دونوں باپ بیٹے کی یہ فقید المثال قربانی عظمت و عزیمت کا ایک ایسا نادر اور محیر العقول واقعہ ہے جس سے انسانی عقل حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہے، جب بھی یہ مبارک مہینہ آتا ہے پورا عالم اسلام حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اس یادگار قربانی کے واقعے سے اپنے ایمان و یقین کی دنیا کو آباد کرتے ہیں، اس پر جگہ جگہ تقریریں ہوتی ہیں۔ مضامین آتے ہیں کانفرنسیں ہوتی ہیں، اس لئے آج میں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ خلیل اللہ ابراہیم اور ذبیح اللہ اسماعیل علیہما السلام کی حیات طیبہ اور قربانی جیسے اہم موضوع پر کچھ روشنی ڈالوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں (آمین)

محترم سامعین کرام! یہ قربانی جس کو دنیا کے تمام مسلمان ہر سال اس مہینہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو کرتے ہیں، ایک بہت بڑے واقعہ کی یادگار ہے، واقعہ بھی دنیا کی تاریخ کا سب سے

بے نظیر اور سبق آموز ہے، اس یادگار کی ابتدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وَ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ جس میں ایک غیبی خواب کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے نورِ نظر کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے لے گئے تھے،

دنیاوی دستور کی طرح دینی اصول بھی ہے کہ جو جس قدر نزدیک ہوتا ہے اتنا ہی اس کا امتحان بھی لیا جاتا ہے۔ پھر خدا کا دستور ہے کہ جو اس کا مقرب اور محبوب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس کے ساتھ وہ نہیں ہوتا جو عام انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ اسے آزمائش اور امتحان کی سخت سے سخت منزلون سے گذرنا پڑتا ہے، قدم قدم پر جاں نثاری اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم گروہ انبیاء اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے امتحان کی صعوبتوں اور آزمائشوں میں ڈالے جاتے ہیں، قربانی عید الاضحیٰ بھی ایک عاشقِ حقیقی اور خدا کی نزدیکی کی آزمائش میں پورے اترنے اور دعوئے عاشقی میں کامل ہونے کی ایک باپ بیٹے کی داستان ہے جس کو دنیا حضرت ابراہیم اور بیٹے اسماعیل کے نام سے جانتی ہے۔

کلیجہ تھام لوگے جب سنو گے
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا،

پانچ ہزار سال پہلے اسی زمین پر دو بڑے شہر آباد تھے، جو اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ متمدن اور تہذیب یافتہ قوم کی سکونت گاہ تھے، تاریخ اسے نینوا

اندر شہر بابل کے نام سے جانتی ہے، یہاں عیش و عشرت لذت و راحت اور اعلیٰ تمدن کے تمام لوازمات کی بہتات تھی، مگر ساری آبادی خدا کی منکر اور مظاہر کی پرستار تھی، اسوقت کا بادشاہ "نمرود" تھا جو صرف بادشاہ یا حکمراں ہی نہیں بلکہ خدائی کا دعویدار تھا، جس کی عبادت ہر شخص پر ضروری تھی، اس ماحول میں خدا نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو پیدا کیا تاکہ گمراہوں کو راہ راست پر لائیں اور گناہوں کے دلدل میں پھنسے انسانوں کو صحیح راستہ دکھائیں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ابھی آغوش مادر ہی میں تھے کہ خدا کی تلاش میں لگ گئے اور بچپن ہی سے احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے تیار ہو گئے بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ اپنی ایمان افروز وعظ سے کفر کی عمارت متزلزل کر دی جسکی شہادت قرآن نے دی ہے۔ "اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ" قربان جاؤں ابراہیم علیہ السّلام کی جرأت و دلیری پر کہ سب سے پہلے اپنا مخاطب اپنی قوم اور والد کو بنایا تاکہ حق نبوّت ادا ہو جائے، ان کے امتحان کے کتنے قصے سناؤں، ان کی بے شمار داستانیں بطن تاریخ نے رکھی ہیں،

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ پل کر جوان ہوئے تو سب سے پہلے اس وقت کی بڑی طاقت نمرود سے واسطہ پڑا، نمرود نے ہزار کوششیں کیں کہ ابراہیمؑ بھی اور وں کیطرح مجھے خدا کہیں، مگر ابراہیم علیہ السّلام نے نمرود کی باطل خدائی کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ آج کی زبان میں اس کے خلاف علم بغاوت بھی بلند کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام نے نمرود سے کہا کہ اگر تمہارا دعویٰ خدائی درست

ہے تو میرا خدا وہ ہے جو ہر روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے، اگر واقعی تم کو خدائی کا دعویٰ ہے تو تم سورج مغرب کیطرف سے نکال کر دکھاؤ۔ یہ وہ وقت تھا جب بڑے بڑے سورما نمرود کی باطل خدائی کے سامنے سرنگوں ہوکر اس کی خدائی پر مُہر تصدیق ثبت کر چکے تھے ایسے وقت میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حق کی آواز بلند کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جسکے نتیجہ میں مادّی طاقت کے نشہ میں چور نمرود نے آپ کو دہکتی آگ میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔ لیکن آپ کے تیوریں کوئی شکن نہ آیا، آپ نے حق کیخاطر شعلوں میں کودنا پسند کیا لیکن باطل کے سامنے سر نہ جھکایا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

خدا ہر حال میں اپنے پرستار اور سچے عاشق کی حفاظت کرتا ہے، چنانچہ دہکتی آگ آپ کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکی اور قدرت نے آگ کو گلزار بنا دیا۔

دوستو اور بزرگو! یہیں آکر اس سچے عاشق کی قربانیوں اور آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا بلکہ جب بڑھاپے کی عمر پہونچی اور چھیاسی سال کے ہو گئے اس وقت تک آپ کے کوئی اولاد نہ تھی، ان حالات میں ایک عام انسان بھی اولاد سے مایوس ہو جاتا ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے خلیل اور آپ کے چہیتے پیغمبر ہیں۔ رحمتِ الٰہی سے مایوس ہونا انکی شایانِ شان نہ تھا چنانچہ آپ نے اللہ کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ"

اے پرور دگار عالم مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما، اللہ نے آپکی دعاؤں کو قبول فرمایا اور آپکی اہلیہ حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

بڑی آرزوں، تمناؤں اور دعاؤں کے بعد تو اللہ نے ایک خوب صورت اور عمدہ سیرت کا بچہ عطا فرمایا جن کی عمر ابھی تقریباً نو (۹) سال کی ہوئی تھی، وہ ابھی سن شعور کو بھی نہیں پہونچا تھا کہ اچانک پھر امتحان کی ایک منزل آئی عشق و محبت کی آزمائش ایسی آزمائش کہ جس کا نظارہ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ میں اپنے چہیتے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں، آپ نے یہی خواب مسلسل تین روز تک دیکھا، چونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں، اس لئے آپ نے اس کو منشأ الٰہی سمجھتے ہوئے اپنے لائق سعادت مند ہونہار فرزند ارجمند کو بلا کر پوچھا، یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی، قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ٥ بیٹا میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے میں تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں، بیٹا بتا تیری کیا رائے ہے، سعادتمند بیٹا باپ کے اس اشارے کو فوراً سمجھ گیا اور بولا، ابا جان آپ کو جس چیز کا حکم ملا ہے اسے پورا کیجئے، آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے،

اللہ اللہ اس ننھے اسماعیل کا یہ حوصلہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ذبح پر آمادگی کا اظہار کر دیتا ہے، باپ رائے بھی طلب نہیں کر پاتا ہے کہ بیٹا عمل کو تیار ہو جاتا ہے، باپ کی

Scanned by CamScanner

اطاعت گزاری کا یہ جذبہ، آداب فرزندی کا یہ پاس و لحاظ اس کے سینے میں کہاں سے آیا بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السّلام کی تربیت اور فیضانِ نظر کا اثر تھا۔ بقول علامہ اقبالؒ رح :-

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

حکمِ ربانی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے جانِ جگر اور نورِ چشم کو ساتھ لیکر مکہ سے مشرق کیجانب منیٰ کیطرف روانہ ہو گئے، انسانیت کے ازلی دشمن شیطان لعین کو حضرت ابراہیم کی یہ ادا پسند نہ آئی، وہ فوراً تعاقب میں نکل پڑا، یہ جانتے ہوئے کہ مقابلے پر اللہ کے خلیل جیسے کوہ استقامت ہیں مگر اپنی تدبیروں سے باز نہ آیا، اوّل حضرت اسماعیلؑ کی والدہ کے پاس ایک مہربان ہمدرد کی شکل میں آیا اور پوچھا اسماعیل کہاں گئے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اپنے والد کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں چننے گئے ہیں، شیطان نے کہا یہ بات نہیں ہے تم غفلت میں ہو، اسماعیل کے باپ ان کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں، حضرت ہاجرہ بولیں کہیں باپ اپنے بیٹے کو ذبح کیا کرتا ہے؟ شیطان نے کہا ہاں، ایسا ہی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ نے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ سنکر اکلوتے بیٹے کی ماں نے بھی وہی جواب دیا جو خلیل اللہ کے گھرانے کے شایانِ شان تھا کہ اگر واقعہ یہی ہے تو پھر انکو اللہ کے حکم کی تعمیل کرنی ہی چاہیئے۔ شیطان کا جب یہ حربہ کامیاب نہ ہوا تو اب باپ اور بیٹے کے تعاقب میں لگ گیا جو شہر مکہ سے منیٰ کیطرف جا رہے تھے،

Scanned by CamScanner

اوّلاً ایک دوست کی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو روکنا چاہا، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ شیطان مجھے ناصح بن کر اپنے عشق کے امتحان سے روکنا چاہتا ہے مگر آپ نے فوراً اس کے وار کو اسطرح ردکا کہ سات کنکریاں ماری ہر کنکری پر آپ تکبیر پڑھتے جاتے تھے آج اسی کا نام جمرۂ عقبۂ اولیٰ ہے۔ جہاں پر حاجی اس سنت ابراہیمی کو کنکریاں مار کر زندہ کرتے ہیں۔ آپ پھر آگے روانہ ہوئے مگر شیطان نے ہمت کر کے وہی تقریر کی، انہوں نے اللہ کے فضل و کرم سے پھر شیطان کو مار بھگایا، لیکن یہ بھی شیطان تھا بھلا اپنے ارادے سے کس طرح باز آسکتا تھا، اسلئے اس نے پھر ہمت کر کے تیسری بار راستہ روکنا چاہا مگر سیدنا خلیل اللہ علیہ السّلام نے اس زور سے کنکریاں ماریں کہ شیطان کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں، غرض اسطرح شیطان کی چالوں سے بچتے بچاتے میدان میں قربانی کی جگہ پہونچ کر اللہ کے حکم کی بجاآوری شروع فرمادی، جس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے، "فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ پس ان دونوں نے رضا و تسلیم کو اختیار کر لیا اور پیشانی کے بل اس بیٹے کو پچھاڑ دیا۔ ہم نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم اسطرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں بلاشبہ کھلی ہوئی آزمائش ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے چھری

اٹھائی اور ذبح کا ارادہ فرمایا تو آواز آئی "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا"، یعنی اللہ کی رحمت جوش میں آگئی اور چھری کو حکم ہوا خبردار، اسماعیلؑ کا ایک بال بھی نہ کٹنے پائے، خدا کی قدرت چھری کے عمل میں حائل ہوگئی،

دوستو! مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے، اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ آگ بے شک جلاتی ہے مگر اللہ کے حکم کے بغیر نہیں جلا سکتی، پانی میں غرق کرنے کی طاقت ہے مگر اللہ کے حکم کے بغیر پانی غرق نہیں کرسکتا، دوا سے مرض دور ہوتا ہے مگر اللہ کے حکم کے بغیر مرض دور نہیں ہوسکتا ہے حتیٰ کہ ایک پتہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہ ہل سکتا ہے نہ گر سکتا ہے۔ اسی طرح چھری کا کام کاٹنے کا ہے مگر اللہ کے حکم کے بغیر نہیں کاٹ سکتی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیم سے کہا تھا، اباجان آپکو بعد میں تکلیف ہوگی، بہتر یہ ہے کہ میرا کرتا سفید اور صاف ستھرا ہے اس کو اتار کر کفن کے کام میں لے لیجئے گا۔ حضرت ابراہیمؑ بیٹے کا کرتا اتارنے میں لگ گئے، اتنے میں ایک غیبی آواز نے کایا پلٹ دی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہمیں اسماعیل کا گلا کٹوانا مقصود نہیں تھا بلکہ صرف امتحان لینا مقصود تھا، آپ اپنے امتحان میں پورے اترے بلکہ باپ بیٹا دونوں ہی اس امتحان میں کامیاب ہوگئے اور تعمیل حکم کی اس خوشخبری کے ساتھ ہی اللہ نے ایک عمدہ اور فربہ دنبہ حضرت اسماعیلؑ کی جگہ پر قربانی کے لئے نازل فرمایا، جیسا کہ قرآن میں ہے۔ "وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ"، "وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ"

Scanned by CamScanner

اور ہم نے ابراہیم کا فدیہ ایک عظیم قربانی بنادی، اور ہم نے یہ طریقہ تمام آنے والے مسلمانوں پر فرض کردیا۔

محترم بزرگو اور دوستو! یہی وہ واقعہ ہے جس کی یادگار منائی جاتی ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس عمل کو اللہ نے ایسا پسند فرمایا کہ قیامت تک آپکی یاد کو امت میں زندہ رکھنے کا حکم دیدیا، اور اس کی نقل کرنے کو محبوب عبادت قرار دیکر بندوں پر لازم کردیا، قربانی تمام امت کے لئے واجب اور ضروری ہے۔

چنانچہ ابتدائے اسلام سے آج تک پوری امت محمدیہ ہر خطے میں ہر ملک میں اس واجب کی تکمیل کرتی رہی ہے، اور یہی نہیں کہ یہ اسلامی واجبات میں سے ایک واجب ہے بلکہ قربانی کو اسلام کے شعائر میں داخل کیا گیا ہے خود قرآن پاک میں ارشاد ہے،

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ" اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے۔ تمہارے لئے اس میں بہتری ہے یہی وجہ ہے کہ رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی قربانی نہیں چھوڑی، حدیث شریف میں آیا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔

حقیقت میں قربانی کا مقصد صرف گوشت کھانا اور کھلانا نہیں ہے بلکہ شریعت کا ایک حکم ہے جس کی اطاعت اور تعمیل کیجاتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار

کو تازہ کرنے اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کیجاتی ہے جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے " لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا، وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ " یعنی اللہ کے یہاں ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہونچتے، ہاں تمہارا جذبۂ اطاعت پہونچتا ہے، یعنی قربانی کا گوشت اصل مقصد نہیں ہے بلکہ قربانی کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے جذبۂ اطاعت کو دیکھا جائے کہ ہم لوگوں میں قربانی کا کتنا ذوق و شوق پایا جاتا ہے اور کس قدر اخلاص ہم میں موجود ہے،

احادیث میں قربانی کا بہت اجر و ثواب بتایا گیا ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ پاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے ایام میں اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے قیامت کے دن قربانی کے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے بدلہ میں بھی ثواب ملیگا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے یہاں مقبول ہو جاتا ہے، لہٰذا تم لوگ قربانی خوشدلی کے ساتھ کیا کرو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت زید بن ارقم رض فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے۔ صحابۂ کرام نے پوچھا کہ انکی سنت ہے تو ہم کو اس میں کیا ثواب ملے گا، آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، صحابہ کرام کو بہت تعجب ہوا کہ بعض جانور کے جسم پر بال ہوتے ہیں اور بعض جانور کے جسم پر اون ہوتی ہے تو کیا اون کے بدلے بھی ایک نیکی ملے گی آپ نے فرمایا،

جی ہاں، ہر اون کے عوض میں ایک نیکی ملے گی۔ جس طرح ہم بالوں کو نہیں گن سکتے اسیطرح قربانی کی نیکیاں بھی اس کثرت سے دیجائیں گی کہ ہم شمار نہیں کر سکتے یعنی بے شمار اور ان گنت نیکیاں ملیں گی،

حضراتِ گرامی! جہاں قربانی کرنے کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں وہیں پر قربانی نہ کرنے پر ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا گیا ہے اگر کوئی شخص وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس طور پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں ،، من لم یضح فلا یقربن مصلانا،، جو شخص گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے،

ایک دوسری جگہ قربانی کی تاکید کو اسیطرح بیان کیا گیا ہے ،، ضحوا فانها سنة ابیکم ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام،، کہ قربانی کرو اس لئے کہ وہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

ن احادیث کے باوجود کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس زمانے میں جہاں نماز روزے اور دیگر عبادات میں لوگ غفلت برتتے ہیں وہیں لاکھوں انسان ایسے بھی ہیں جن کے ذمے شرعًا قربانی لازم اور واجب ہے۔ پھر بھی قربانی نہیں کرتے، اور ابتدائے اسلام میں قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک آدمی سو سو اونٹ کی قربانی کرتا تھا۔ خود حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکمرتبہ سو اونٹوں کی قربانی کی جس میں ترسٹھ اونٹوں کو خود اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ یہ مثالیں ہمیں ابھارتی ہیں کہ ہم بھی ان

معذرت اس کتاب ص 86 ' 87'' 88 '89 غائب ہیں

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاالہ العالمین یااکرم الاکرمین، ہم گنہگار ہیں قصوروار ہیں، ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہماری کوتاہیوں کو اور لغزشوں کو معاف فرما۔ اے پروردگارِ عالم ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم بہت گنہگار ہیں، بہت خطاوار ہیں، بہت سیاہ کار ہیں ہم نے اپنی پوری زندگی تیری نافرمانیوں میں صرف کردی تیرے احکام کو توڑا، تیرے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو توڑا اور مٹتے ہوئے دیکھا، لیکن ہمارے دل میں اس کا ذرا احساس نہ ہوا، اے مولائے کریم! تو اپنے فضل وکرم سے ہمارے اس جرم عظیم کو معاف فرما،

اے اللہ ہمارے عزیز واقارب کی مغفرت فرما، ہمارے آباء واجداد کی مغفرت فرما، ہمارے مشائخ اور اساتذہ کی مغفرت فرما،

اے اللہ ہم سب کی جملہ جائز دعاؤں کو قبول فرما اور جن لوگوں نے دعاؤں کے لئے کہا ان سب کی جائز تمناؤں کو قبول فرما۔ اے اللہ تو بیماروں کو شفاء عطاء فرما اور بے روزگاروں کو روزگاری عطاء فرما، اور باروزگاروں کی روزگاری میں برکت عطاء فرما۔ اے اللہ حلال پاک طیب روزی عطاء فرما اور حرام روزی سے حفاظت فرما۔ اے اللہ بڑوں کی خدمت اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یاالہ العالمین ہم ان تمام خیرات وبرکات کا سوال کرتے ہیں جن کا سوال آپ نے کیا اور ان تمام شر ور فتن سے پناہ چاہتے ہیں جن سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پناہ چاہی۔

اے اللہ تو پورے عالم کے اندر ہدایت کو عام فرما۔ پورے عالم کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرما۔ اے اللہ جو لوگ تیرے دین کے سلسلے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور تیری جانب سے ہدایت ان کی قسمت میں نہیں ہے تو ایسے لوگوں کو چھانٹ چھانٹ کر ہلاک اور ختم فرما۔ اور ان کو دنیا سے نیست و نابود فرما۔ اے اللہ تو دینی ہواؤں کو پورے عالم میں چلا دے۔ اور بد دینی ہواؤں کو بند کر دے۔ اے اللہ تو ہمیں سچا پکا مسلمان بنا۔ اے اللہ تو ہمیں صحابہ والا ایمانی جذبہ عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں صحابہ والی زندگی عطا فرما۔ اے اللہ ان کا ایمان میں سے ہمیں بھی دین کے لئے زندہ رہنے دے۔ وہ تیرے ہی دین کے لئے مرتے تھے ہمیں بھی ان کی طرح زندہ رہنا اور مرنا اپنے دین کے لئے نصیب فرما۔ اے اللہ تو ہمیں آخرت کی زندگی کے لئے متفکر رہنا نصیب فرما۔ اے اللہ تو ہمارے دلوں میں آخرت کا خوف اور ڈر پیدا فرما۔ اور آخرت کی پوری پوری تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ ہم جس طرح آج خانگی معاملات میں بے چین اور پریشان رہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اپنے دین کے لئے بے چین اور پریشان رہنا نصیب فرما۔

اے اللہ تو ہمارے لئے ہماری دنیا بھی درست فرما اور عقبیٰ بھی درست فرما اور ظاہر بھی اور باطن بھی درست فرما۔ اے اللہ اعمالِ صالحہ میں خلوص عطا فرما۔ اے اللہ تو صحیح معنوں میں نمازی بنا دے ہماری نمازوں میں جان پیدا فرما۔ ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا فرما۔ اور بے نمازیوں کو نماز کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ جو بیمار ہیں۔ انہیں شفاء کلی عطا فرما۔ جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرما۔ اے اللہ جو مقروض

ہیں ان کی قرضوں کی ادائیگی کا اسباب غیب سے مہیا فرما۔ اے اللہ تو اپنے غیض و غضب سے حفاظت فرما۔ اے اللہ مرنے وقت ہمیں شیطان طرح طرح سے بہکائے گا۔ نہ جانے ہمارے دل میں کیا کیا خیال پیدا کرے گا اور ہر ممکن کوشش ایمان سے ہٹانے کی کرے گا ایسے وقت میں ہماری غیب سے مدد فرما۔ اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما۔ اے اللہ تو ہمیں منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رکھنا اور صحیح صحیح جواب دینے کی توفیق عطا فرمانا اے اللہ۔ تو قبر کو ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے آرام و راحت کا ٹھکانہ بنا دینا اے پروردگار عالم میدان حشر میں جبکہ پوری مخلوق تیری پریشان ہوگی پیاس کی شدت سے بے چین ہوگی۔ اس وقت سوائے عرش کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اے مولائے کریم تو اس وقت محض اپنے فضل و کرم سے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرما دینا اور جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حوض کوثر پینا نصیب فرما دینا اے رب کریم ہماری ان تمام دعاؤں کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل میں قبول فرما

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ
اجمعین ط سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلٰم
علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ط

(آمین یا رب العالمین)

ادارہ فیضان حضرت گنگوہی رح

نعتِ نبی ﷺ

از :- حضرت قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

نبیٔ اکرم شفیعِ اعظم دکھے دلوں کا سلام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں ہے کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکلِ رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پر ہے خوفِ رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہم نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حالِ دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

(فقط)